صلح کلیت کا حقیقی چہرہ بے نقاب کرنے والی اپنی نوعیت کی ایک منفرد کاوش

ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف

شیخ التفسیر والارشاد خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ

(م ۱۴۳۱ھ)

پیشکش

مولانا سید رضوان احمد رفاعی شافعی

بانی و سرپرست رفاعی مشن ناسک

ناشر

رفاعی مشن ناسک

صلح کلیت کا حقیقی چہرہ بے نقاب کرنے والی اپنی نوعیت کی ایک منفرد کاوش

بڑا سادہ سا ہے اپنا اُصولِ دوستی کوثرؔ
جو اُن سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

تصنیف لطیف

شیخ التفسیر والحدیث، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت ابوالصالح
مفتی محمد فیض احمد اویسی بہاولپوری [م ۱۴۳۱ھ] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر:

رفاعی مشن، ناسک شریف، مہاراشٹرا

بأبِي أنتَ و أمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيکَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب	:	ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ
تالیف	:	علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ
عرض الغرض	:	ابو رفقہ محمد افروز قادری چریا کوٹی afrozqadri@gmail.com
تحریک وتائید	:	مفکر اسلام رفیق گرامی علامہ سید رضوان احمد رفاعی شافعی rifai.rizwan11@gmail.com Mobile: 09923819343
تصحیح	:	مبلغ اسلام علامہ مفتی محمد عبد المبین نعمانی قادری مدظلہ
غرض وغایت	:	تحفظ وترویجِ اثاثۂ علمائے اہل سنت
صفحات	:	۹۲ (بانوے)
اشاعت	:	2015ء - ۱۴۳۶ھ
تقسیم کار	:	رفاعی مشن، ناسک شریف۔ مہاراشٹرا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ o

فہرست مضامین

عرض الغرض از: مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی - زیدت معالیہ- 08
کلماتِ تبریک از: خلیفہ تاج الشریعہ سید عبد القادر جیلانی بغدادی 11
پیش لفظ 12
قرآن مجید سے 13
بے دینوں سے دوستی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی 13
فقیر کی اپیل 14
ترے دشمن سے کیا رشتہ 14
فقیر کی ہمدردانہ اپیل 15
انعامات کی بارش 15
حضرت صدیق اکبر نے اپنے والد کو تھپڑ مارا 16
سوال وجواب 17
انتباہ 17
کون سی نعمتیں ملتی ہیں 18
یہود و ہنود تمھارے دوست نہیں 19
دعوتِ غور وفکر 20

سیدنا فاروق اعظم نے خوب جواب دیا	20
زندہ باد علماے حق زندہ آباد	22
گستاخِ رسول ولد الزنا	22
کسی کو برا نہ کہو	23
گستاخ کون؟ علامات	23
دعوتِ عام	25
ایسے الفاظ بھی نہ بولو جس سے گستاخوں کو موقع ملے	25
گستاخِ رسول کی سزا سرتن سے جدا	26
ایمان و بے ایمانی	28
فاروقی لقب	28
منافق کون تھا؟	28
مرتد کی سزا	28
گستاخ کا انجام بد	29
گستاخِ رسول واجب القتل ہے	29
قابلِ غور	30
گستاخ مر جائے تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھو	30
سوالات کے جوابات	31
اَحادیث مبارکہ سے	32

بیمار ہو جائیں تو عیادت نہ کرو مر جائیں تو جنازہ میں نہ جاؤ	33
گستاخ سے نرم گوئی بھی جائز نہیں	34
گستاخ کی ہر عبادت مردود	35
دوزخی کتے	35
غور کریں	35
بد مذہب کی تعظیم وتعریف کرنے والے کے لیے سخت وعید	36
درسِ عبرت	37
معمولاتِ صحابہ کرام	37
بائیکاٹ تو معمولی سزا ہے لڑائی اور مار پٹائی کی نوبت آجاتی تھی	38
صحابہ کرام کا عمل ہمارے لیے کامل نمونہ	39
عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی ناگوار	39
فوائد وعقائد	40
گستاخوں کی صحبت کی نحوست	40
فیصلۂ ربانی برائے گستاخ رسالت	41
گستاخ منافقین کا مسجد سے اخراج	41
صحابہ کرام نے منافقین کو پکڑ پکڑ کر باہر نکالا	43
ملحدوں سے کیا مروت کیجیے	44
درسِ عبرت	44

ماں باپ قربان آپ پر یارسول اللہ ﷺ	45
حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	45
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سنہری دورِ خلافت اور دشمن احمد پہ شدت	46
گستاخی کرنے والی کے دانت نکلوا دیے	46
گستاخ اِمام مسجد کو قتل کرا دیا	47
لباسِ خضر میں اب بھی ہزاروں رہزن پھرتے ہیں	49
علم مصطفیٰ ﷺ پر حملہ کرنے والا	50
بے اَدب سے بول چال ختم	51
حکم عدولی پر قتل کی دھمکی	51
دشمن احمد پر شدت اور حضرت جبریل امین	51
اور اسے اندھا کر دے	52
گستاخ ابولہب کا انجام	53
گستاخوں پہ شدت اور صحابۂ کرام	54
ایک شخص کا یہودیہ کو قتل کرنا	55
نابینا صحابی کا گستاخی کرنے والی اپنی لونڈی کو قتل کرنا	55
سند حدیث کی تصدیق غیروں نے بھی کی	56
بھائی کا اپنی گستاخ بہن کو قتل کرنا	57
گستاخی کرنے پر اپنے باپ کو قتل کرنا	57

گستاخ کو واصل جہنم کرنے والا زیارت کے لائق ہے	58
عصماء بنتِ مروان واصل جہنم	58
عقبہ بن ابی معیط	60
گستاخ کو خود نبی کریم ﷺ نے نیزا مارا	61
نضر بن حارث کے قتل کا حکم	62
کون ہے جو کعب بن الاشرف کو واصل جہنم کرے	62
سو سالہ بوڑھا گستاخ	64
گستاخ ابو رافع واصل جہنم ہوا	65
اگر کعبہ کے غلاف میں چھپے ہوئے ہوں تو قتل کر دیا جائے	66
گستاخِ رسول اور ہمارے اَسلاف	69
گستاخ رسول ریجی نالڈ اور سلطان صلاح الدین ایوبی	70
ریجی نالڈ کے گستاخانہ جملے اور سلطان ایوبی کا عملی جواب	71
گنبد خضریٰ شریف کو گرانا	72
گمراہ فرقوں سے نفرت	73
حضرت حاجی سید پیر جماعت علی شاہ علی پوری کا گستاخوں سے رویہ	77
حدیث عائشہ کا جواب	78
غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	80
یارسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں	88

عرض الغرض

محقق اَریب، اَدیب لبیب، صاحب تصانیف کثیرہ مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسّلام علیٰ صفوۃ الخلائق أجمعین وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین . أما بعد !

ایمانِ کامل اور عقیدۂ صحیحہ ایک مسلمان کی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ اور اَنمول خزانہ ہے۔ جان کا نذرانہ پیش کرکے بھی اسے بچانے کا حکم ہے۔ نقد جاں' جنس ایماں کے مقابلے میں حیثیت ہی کیا رکھتی ہے!۔ اس دورِ فتن میں صاحب ایمان ہونا بڑی بات ہے؛ مگر اس اِیمان کا تحفظ وبقا اس سے بھی زیادہ بڑی اور اہم بات ہے۔ اللہ کی توفیق شامل حال ہو تو بات ہے؛ ورنہ اِلحاد وزندقہ کی بادِ صرصر اور بے دینی وبدعقیدگی کے گھٹاٹوپ ماحول میں شمع اِیمان کی حفاظت وصیانت ایک بڑا چیلنج ہے۔

عصر حاضر میں چونکہ آنکھ سے کاجل صاف چرالینے والے بلا کے چور گلی کوچوں میں بکثرت پائے جارہے ہیں؛ اس لیے ایمان وعقیدہ کے فصیل کی رکھوالی کا فریضہ ہم سب پر اَب کچھ زیادہ ہی بڑھ جاتا ہے۔

'صلح کلی' کون ہے اور صلح کلیت کیا ہے؟ ہم اس کی تفصیلات کے بکھیڑے میں نہیں پڑنا چاہتے۔ بس اتنا عرض کردینے پر اکتفا کرتے ہیں کہ صلح کلی ایک ایسا لقب ہے جو ہمارے موجودہ زمانے سے قبل اہل سنت وجماعت کے علاوہ دوسرے فرقہ ہائے ضالہ سے تعلق رکھنے والوں کی علامت کے طور پر عوام وخواص میں متعارف تھا؛ مگر ہمارے عہد

جنوں خیز کے آتے آتے یہ لقب اتنا ترقی پذیر ہوگیا کہ اب بعض سنیانِ نامدار پر بھی شعوری یا غیر شعوری طور پر پوری دیدہ دلیری کے ساتھ اس کا اطلاق کیا جانے لگا ہے۔ ایسی صورت میں اہل سنت کا سنجیدہ اور دلِ دردمند رکھنے والا طبقہ سخت ذہنی کشمکش میں مبتلا اور یک گونہ سراسیمگی کی کیفیت کا شکار دکھائی پڑ رہا ہے۔

شدید ضرورت تھی کہ اس موضوع کو سنجیدگی سے لیا جائے اور اس پر کوئی ایسی کتاب تحریر کی جائے جس سے صلح کلیت کی حقیقت و ماہیت مہر نیم روز کی طرح آشکار ہو جائے اور عوام وخواص صلح کلیوں کو اچھی طرح پہچان لیں اور ان سے بچنے بچانے کی بھر پور کوشش کریں۔ خدا کا شکر کہ اس کا قرعۂ فال جماعت اہل سنت کی مایۂ ناز شخصیت، مفسر اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی بہاولپوری کے حصے میں آیا، اور انھوں نے اس موضوع پر ایک شفاف، فکر انگیز، بے جھول اور دلائل وشواہد سے بھر پور کتاب لکھ کر ایک بڑے فرض وقرض سے جماعت اہل سنت کے کاندھے کو ہلکا کر دیا۔

میرے ہمدمِ دیرینہ خطیب اہل سنت، چمن فاطمی کے گل سرسبد علامہ سید رضوان احمد رفاعی مدظلہ العالی نے جب یہ کتاب میرے مطالعے کے لیے بھیجی تو ساتھ ہی یہ بھی وضاحت کر دی کہ ہم مختلف زبانوں میں اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اِشاعت کرنا چاہتے ہیں، تاکہ صلح کلیت اور صلح کلیوں کو کہیں منہ چھپانے کی جگہ نہ ملے۔ چنانچہ اس جاندار کتاب کے مطالعہ کے بعد مجھے بھی ان کے موقف کی تائید کرنی پڑی اور پھر ہم اس کی نشر واِشاعت کی راہیں ہموار کرنے میں لگ گئے۔ سر دست یہ کتاب اُردو اور ہندی میں آرہی ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی - ان شاء اللہ - ہم اسے انگلش میں بھی پیش کرنے کی سعی کریں گے۔

اس کتاب کی بیش از بیش تقسیم وتوزیع اس لیے بھی ناگزیر ہے کہ جو لوگ نشہ اَنا پرستی میں مدہوش ہوکر اندھا دھند 'صلح کلی' کے لقب کو آج اہل سنت کی بعض ذمہ دار ذواتِ قدسیہ پر ناحق چسپاں کر رہے ہیں، وہ بھی ہوش کے ناخن لیں، شعور وخرد کے بند قفل کھولیں اور تدبر وتفکر کی آنکھیں وا کر کے دیکھیں کہ ان کا یہ عمل کتنا خیر ہے اور کتنا شر!، یا کتنا محمود ہے اور کتنا مذموم!!۔

مفسر قرآن مولانا فیض احمد اویسی صاحب پوری جماعت اہل سنت سے بے پناہ بندھائیوں کے مستحق ہیں کہ انھوں نے ایسی گراں قدر کتاب لکھ کر ہماری آنکھیں کھول دی اور ہم اپنی غیر معمولی انرجی جوانیوں کے تعاقب وتباغض میں گنوار ہے تھے اسے صحیح رخ پر لگانے کا شعور وحوصلہ عطا کیا۔

حضرت علامہ موصوف اسم با مسمّٰی رہے ہیں۔ جیسے نام فیض تھا ویسے ہی شخصیت بھی بافیض تھی اور کام تو سراپا فیض تھا ہی۔ ہند وپاک کی شاید ہی کوئی ایسی لائبریری ہو جس میں آپ کی کتابیں شمولیت نہ رکھتی ہوں۔ بلا شبہہ ایسے لوگ صدیوں میں جنم لیتے ہیں اور اپنے علوم ومعارف کی روشنی سے جنم جنم کے اندھیرے کافور کر جاتے ہیں۔ رفاعی مشن، ناسک کے لیے یہ اعزاز وشرف کی بات ہوگی کہ ایسی بافیض شخصیت کی نگارشات اس کے پلیٹ فارم سے شائع ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کارِ خیر میں حصہ لینے والے جملہ معاونین کے دونوں جہان اچھے کرے، اور ایسے مزید کارہاے خیر انجام دینے کی توفیق ہم سب کے رفیق حال فرما دے۔ آمین یارب العالمین۔

خادم العلم والعلماء

محمد افروز قادری چریاکوٹی

۱۹ر رجب المرجب ۱۴۳۵ھ......۹ر مئی ۲۰۱۵ء بروز شنبہ

کلماتِ تبریک

پیر طریقت، خلیفہ تاج الشریعہ ہند فضیلت مآب سید عبدالقادر جیلانی بغدادی، ممبئ

صلح کلیوں کا طوفانِ بدتمیزی کس تیزی سے بڑھتا جارہا ہے اور صلح کلیت کا عفریت کس طرح لوگوں کو اپنے شکنجے میں کستا جارہا ہے، کسی بیدار مغز اور دوراندیش فرد پر مخفی نہ ہوگا۔ ضرورت تھی کہ اس موضوع پر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردینے والی کوئی تحریر شائع کر کے عام سے عام تر کردی جائے تاکہ ہر کوئی ان کے مفاسد و جراثیم سے خود کو محفوظ رکھ سکے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں جماعت اہل سنت کی ایک معتبر شخصیت علامہ فیض احمد اویسی کی بہت ہی جامع کتاب ہاتھ لگ گئی، جس کی طباعت 'رفاعی مشن، ناسک' سے ہورہی ہے۔ اس مشن کے پلیٹ فارم سے اصلاحِ معاشرہ خصوصاً نوجوانوں میں دینی بیداری لانے کے حوالے سے بہت سی چشم کشا اور انقلاب آفریں کتابیں منظر عام پر آکر عوام وخواص سے سند قبولیت و پسندیدگی حاصل کرچکی ہیں۔

اب یہ کتاب آپ کی بارگاہ میں اس اُمید پر پیش کی جارہی ہے کہ اس کے مطالعے سے آپ خود بھی صلح کلیت کی بادِ سموم سے محفوظ رہیں گے اور دوسرے سنی بھائیوں کو بھی بچانے میں اَپنا مومنانہ کردار اَدا کریں گے۔

بارگاہِ خداوندی میں دعاگوہوں کہ مولاعزوجل لمحہ لمحہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ اور رفاعی مشن کے دست وبازو کو مضبوط سے مضبوط تر کردے تاکہ اس پلیٹ فارم سے بیش از بیش دینی وعلمی وفکری وانقلابی کتب عوام وخواص کی خدمتوں میں پیش کی جاتی رہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ وصلی اللہ علی محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

سید آلِ رسول عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی

صدر سنی جمعیۃ العلماء، شاخ ممبئی۔ ۲۰؍رجب ۱۴۳۶ھ......۱۰؍مئی ۲۰۱۵ء

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

بدقسمتی سے ہمارے دور میں صلح کلیت کا مرض بڑھتا جا رہا ہے، مذاہبِ باطلہ سے میل جول کو معاشرتی مجبوری سمجھ کر یا کوئی اور وجہ سے ضروری سمجھا جا رہا ہے۔

فقیر کی طرح اگر کوئی بندۂ خدا دشمنِ احمد پہ شدت کرتا ہے تو اپنوں کی طرف سے مخالفت ومخاصمت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، محض رضائے الٰہی کے لیے گستاخوں، بے اَدبوں سے تعلقات ختم کرنا بظاہر مشکل تو ضرور ہے؛ مگر اس کے ثمرات دینی، دینوی بہت زیادہ ہیں اور آخرت میں قربِ حبیب کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوگا۔

فقیر کی یہ کاوش اہلِ اسلام کے لیے بالخصوص اہلسنّت کے علماء کرام ومشائخ عظام کے لیے ہے اللہ کرے قبول ہو جائے۔ امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے اس شعر پر فقیر اپنی بات کو آگے بڑھاتا ہے۔

انھیں مانا انھیں جانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَبَارَکَ وَسَلَّمۡ

-: مدینے کا بھکاری :-

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قرآن مجید: گستاخوں ، بے ادبوں اور مذاہبِ باطلہ سے ہر طرح کا رشتہ وناطہ توڑنا دورِ حاضرہ میں خود کو آگ کی بھٹی میں ڈالنا ہے؛ اس لیے کہ حکومت کی کرسی خطرے میں پڑ جاتی ہے، اسے مضبوط رکھنے کے لیے بہت بڑے جبہ ودستار والے مولوی، پیر، نام ونہاد مذہبی اِسکالر ساتھ ملانے پڑتے ہیں اور پھر بد مذاہب دشمنانِ رسول اللہ ﷺ حکومت سے بہت زیادہ وابستہ ہوتے ہیں؛ لیکن مردانِ خدا غیرت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اپنے طور پر جتنا ہوسکتا ہے علمی کارروائی میں لگے رہتے ہیں۔ فقیر اپنے قلم کے ذریعے اپنے سنی بھائیوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ گستاخ رسول، گستاخ صحابہ واہل بیت کرام دنیوی لحاظ سے کتنے اعلیٰ عہدہ پر ہوں، محبوب کریم ﷺ کی غیرتِ عشق رکھنے والے اس کو دیکھنا بھی اپنے لیے توہین سمجھتے ہیں۔

بے دینوں سے دوستی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی: گستاخوں، بے ادبوں سے تعلقات بنانا دنیا وآخرت کو تباہ وبرباد کرنے کے مترادف ہے۔ چند روز کی واہ واہ اور دنیا کی عیش وعشرت کے بعد ہمیشہ کے لیے عذاب ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر واضح احکام موجود ہیں :

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ، وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰیۃً . (پارہ۳ سورۂ آل عمران آیت ۲۸)

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو۔

شانِ نزول: حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ احزاب کے دن حضور ﷺ سے عرض کیا کہ پانچ سو یہودی میرے ہمدرد اور حلیف ہیں، میں چاہتا ہوں کہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے مدد حاصل کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (اسباب النزول للواحدی، پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۲۸، الصفحۃ ۳۷، مطبعۃ مصر)

اور اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کے دشمنوں کو دوست و مددگار بنانے کی ممانعت فرمائی گئی اور اُنہیں راز دار بنانا اور ان سے دوستی و محبت کرنا ناجائز قرار دیا گیا۔ ہاں! اگر جان و مال کے نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں صرف ظاہری برتاؤ کرنا جائز ہے۔

فقیر کی اپیل: فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے کہ اگر گستاخوں، بے ادبوں کو ساتھ ملا کر کرسی مضبوط کرنا اور اپنی واہ واہ کرانا مقصود ہو تو اقتدار کا نشہ تو پورا ہو جائے گا مگر دنیا میں ہی ایسا انجامِ بد ہوگا کہ عبرت کا نشان بننا پڑے گا جبکہ آخرت کا عذاب علاوہ ہے۔ سب کو ساتھ ملا کر چلنے والے قرآن پاک کے اس حکم سے سبق حاصل کریں۔

تیرے دشمن سے کیا رشتہ؟: قرآن مجید کیا فرماتا ہے :

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ، وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ . (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۲۳)

اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔

شانِ نزول: ہوا یوں کہ جب مسلمانوں کو کافروں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا گیا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آدمی اپنے باپ، بھائی اور رشتہ دار وغیرہ سے تعلق ختم کر دے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا کہ کافروں سے دوستی و محبت جائز نہیں، چاہے ان سے کوئی بھی رشتہ ہو۔ چنانچہ آگے ارشاد فرمایا :

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ، وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ . (پارہ۱۰سورۃالتوبۃ آیت۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لیے دنیا کی مشقت برداشت کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔

فقیر کی ہمدردانہ اپیل: فقیر اویسی غفرلہٗ نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد باطلہ اور ان کی گستاخانہ عبارات لکھ کر اہلِ اسلام کو ان سے دور رہنے کی تاکید کی تو کئی مقدمات کا سامنا کرنا پڑا، اپنے پرائے سب مخالف ہوئے جبکہ فقیر نے سب سے کہا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا واضح حکم موجود ہے کہ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں دنیوی تعلقات کو ترجیح دینے والا فاسق ہے۔ اس لیے فقیر اپنے کریم رءوف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے ع:

ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

اِنعامات کی بارش: گستاخوں، بے ادبوں، بے ایمانوں سے رضائے الٰہی کی خاطر رشتہ توڑنے والوں پر انعامات کی بارش ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نعمتوں کی نوید

ارشاد فرماتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھیں اور گستاخوں سے بیزاری کیجیے :

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ، اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ، وَ يُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ . (پارہ ۲۸ سورۃ المجادلۃ، آیت ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

شانِ نزول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو تھپڑ مارا: حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لباب النقول میں فرمایا کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جب انہوں نے اپنے باپ سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی گستاخی کا کلمہ سنا تو تھپڑ مارا۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے روح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا زوردار تھپڑ مارا کہ وہ زمین پر گر پڑے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا :

أو فعلته ؟ قال نعم . قال فلا تعد إليه قال والله لو كان

السیف قریباً منی لقتلته . (تفسیر روح البیان، سورۃ المجادلۃ، الجزء التاسع، الصفحہ ۴۱۳، دار الفکر بیروت)

اے صدیق! کیا تم نے ایسا کیا تھا؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر ایسا نہ کرنا، صدیق اکبر نے عرض کی: بخدا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

یقیناً عرض کیا ہوگا۔

ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (ﷺ)

سوال: اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور واقعہ مکہ کا معلوم ہوتا ہے۔

جواب: صاحب روح البیان نے جواب دیا کہ سورۃ کا پہلا عشرہ مدنیہ ہے باقی مکیہ ہے۔ مزید دیکھیے ''فیوض الرحمٰن'' تحت آیت ہذا۔

انتباہ: اس آیت میں ان حضرات کے لیے درسِ عبرت ہے کہ دینی معاملہ بالخصوص حضور سرور عالم ﷺ کے گستاخوں اور بے ادبوں کے بارے میں بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہاں چند واقعات قابل ذکر ہیں :

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے جنگِ احد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مقابلہ کے لیے طلب کیا؛ لیکن رسول کریم ﷺ نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو روزِ بدر قتل کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیرِ خدا، سیدنا امیر حمزہ اور ابوعبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ و شیبہ اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے، انہوں نے عملاً ثابت کر دکھایا ع:

ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ (ﷺ)

صاحبِ روح البیان قدس سرہٗ یہ تمام واقعات لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں کہ

’وکل ذلک من باب الغیرۃ والصلابۃ‘

یہ سب کچھ غیرت اور دین کی مضبوطی کی وجہ سے تھا۔

آخر میں فرمانِ ذیشان نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سن لیں۔حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

الغیر ۃ من الا یمان والمنیۃ من النفاق ومن لا غیرۃ لہ لا دین لہ . (تفسیر روح البیان،سورۃ المجادلۃ،الجزء التاسع،الصفحہ۴۱۳،دارالفکر بیروت)

غیرت ایمان سے ہے اور مقصد براری منافقت ہے۔ جسے غیرت نہیں اسے ایمان نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کا ہر صحابی آپ کے عشق میں سرشار تھا اور پھر ان کے بعد تا حال ایسے غیور عشاق کی کوئی کمی نہیں۔ ہر زمانے میں حضور سرور عالم ﷺ کا ہر امتی آپ کے عشق میں یوں عرض کرتا ہے اور کرتا رہے گا ع :

تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

کونسی نعمتیں ملیں گی: معلوم ہوا کہ مومن کی یہ شان ہی نہیں اور اس کا ایمان یہ گوارا ہی نہیں کرسکتا کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے دشمنوں، بے دینوں، بد مذہبوں اور ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے محبت کرے اور خواہ وہ گستاخ اس مومن کا باپ دادا ہی کیوں نہ ہو اور جس میں یہ صفت پائی جائے گی اللہ تعالیٰ اسے سات نعمتوں سے نوازے گا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ایمان کو دل میں نقش کردے گا۔

(۲) اس میں ایمان پر خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا مٹتا نہیں ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ روح القدس سے مدد فرمائے گا۔

(۴) ہمیشہ کے لیے ایسی جنتوں میں جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۵) اللہ والا ہو جائے گا۔

(۶) منہ مانگی مُرادیں پائے گا۔

(۷) اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا اور بندے کے لیے اللہ کی رضا بس ہے۔

افسوس آج کل کے مسلمان کہلانے والے اپنے مرتد اور بے دین رشتہ داروں اور دوستوں سے قطع تعلق کرنے سے بھی مجبوری ظاہر کرتے ہیں۔

یہود و ہنود تمہارے دوست نہیں: آج کل تو اسلام دشمن یہود و ہنود سے دوستی رسم و روابط بڑھانے کے لیے غلط تاویلات کی جا رہی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح طور فرمایا کہ وہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ، بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ، وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ . (پارہ ۶ سورۃ المائدۃ آیت ۵۱)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

شانِ نزول: جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہود میں میرے بہت دوست ہیں جو بڑی شان وشوکت والے ہیں؛ لیکن اب میں ان کی دوستی سے بیزار ہوں اللہ و رسول ﷺ کے سوا

میرے دل میں کسی کی محبت کی گنجائش نہیں۔

اس پر عبداللہ بن ابی نے کہا کہ میں یہود کی دوستی ختم نہیں کر سکتا؛ اس لیے مجھے پیش آنے والے حوادث کا اندیشہ ہے، مجھے ان کے ساتھ رسم وراہ رکھنی ضرور ہے، تاکہ وقت آنے پر وہ ہماری مدد کریں تو حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا کہ یہود کی دوستی کا دم بھرنا تیرا ہی کام ہے، عبادہ کا یہ کام نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ سے محبت و دوستی قائم رکھنا مسلمانوں کی شان نہیں۔ (تفسیر الجلالین حاشیۃ الصاوی ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۷۱، مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر)

دعوت غور وفکر: افسوس آج بھی لوگ اسی عبداللہ بن ابی کی طرح عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر ہم بے دینوں، بدمذہبوں، گستاخوں، بے ادبوں سے دوستی ومحبت نہ رکھیں اور ان سے نفرت کریں تو ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے؛ مگر یہ عذر ان کے نفس کا دھوکہ ہے۔ خبردار ایسے بہروپیوں سے دور رہیں یہ دنیا وآخرت میں نقصان کا باعث ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خوب جواب دیا: امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم نے اپنا منشی نصرانی رکھ لیا ہے حالانکہ تم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے، کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ ، بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ، وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ . (پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا۔

انہوں نے عرض کیا: نصرانی کا دین اس کے ساتھ ہے مجھے تو اس کے لکھنے پڑھنے

سے غرض ہے۔امیر المومنین نے فرمایا کہ اللہ نے انہیں ذلیل کیا تم انہیں عزت نہ دو، اللہ نے اُنہیں دور کیا تم انہیں قریب نہ کرو۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بغیر اس کے بصرہ کی حکومت کا کام چلانا دشوار ہے، میں نے مجبوراً اس کو رکھ لیا ہے؛ کیونکہ اس قابلیت کا آدمی مسلمانوں میں نہیں ملتا۔اس پر امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نصرانی مرجائے تو کیا کرو گے جو انتظام اُس وقت کرو گے، وہ اب کرلو اور اس دشمن اسلام سے کام لے کر اس کی عزت ہرگز نہ بڑھاؤ۔(تفسیر خزائن العرفان)

کفار سے دوستی ومحبت چونکہ مرتد اور بے دین ہونے کا سبب ہے؛ اس لیے اس کی ممانعت کے بعد فرمایا۔اب بھی بعض لوگ بدمذاہب کو اپنے کاروبار میں منشی مختار رکھ کر یہی عذر کرتے ہیں۔فقیر جواب میں وہی عرض کرتا ہے جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ وہی عرض کرتا ہوں جو تمام کائنات کا خالق فرماتا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ ، اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ، يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ، وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ .

(پارہ ۶ سورۃ المائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا (یعنی مرتد ہو جائے گا) تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔ مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت۔اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

زندہ باد علماے حق زندہ باد: اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مسلمانوں میں بعض لوگوں کے مرتد ہونے کی خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو اللہ کے محبوب ہوں گے اور اللہ ان کا محبوب ہوگا اور ان کی پہچان یہ ہوگی کہ وہ مسلمانوں کے لیے نرم ہوں گے لیکن کافروں اور مرتدوں کے لیے سخت رہیں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں ہتھیار، قلم اور زبان سے لڑیں گے؛ مگر دنیادار انہیں فسادی اور جھگڑالو سمجھیں گے، گالیاں دیں گے اور بُرا بھلا کہیں گے؛ لیکن انہیں اس کا کوئی غم نہ ہوگا وہ بلاخوف لَوْ مَۃ لائم اعلاے کلمۃ الحق کے فرمان کی پاسداری ہی کرتے ہی رہیں گے۔

نوٹ: موجودہ زمانہ میں ان علامتوں کے مصداق وہی علما ہیں جو بد مذاہب کا کھلم کھلا رد کرتے ہیں اور لوگوں کی ملامت اور لعن طعن کو خاطر میں نہیں لاتے اور دورِ حاضرہ میں تمام بد مذاہب سے دیوبندی، وہابی مذہب بہت زیادہ خطرناک ہے۔ یہی لوگ ہر طرح کا بھیس بدل کر عوام کو بہکاتے ہیں۔ ان کو اندر سے دیکھا جائے تو حضور ﷺ کے بدترین دشمن ہیں اور ان کی عداوت و دشمنی کا بیّن ثبوت ان کی تحریریں ہیں اور صاحبانِ علم وفضل حضرات ان تحریروں کو خوب جانتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصانیف مبارکہ کا مطالعہ کریں۔ ان کے فیض سے فقیر نے بھی بہت کچھ لکھا ہے۔

گستاخِ رسول ولد الزنا: اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے متعلق مجنون کہنے والے کا یوں منہ کالا فرمایا۔ سورہ القلم کی ابتدائی آیات مع ترجمہ پیش ہیں :

وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ، هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ، مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ، عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ . (پارہ ۲۹ سورۂ القلم آیت ۱۰ تا ۱۳)

اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل، بہت طعنے دینے

والا، بہت اِدھر کی اُدھر کی لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، درشت خو، اس سب پر طُرّہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

شان نزول: ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی آپ ﷺ کو مجنوں کہا، جس سے حضور ﷺ کو دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے چند آیات مبارکہ نازل فرما کر اپنے محبوب کریم ﷺ کو تسلی وتشفی دی اور آیات مذکورہ بالا میں اس گستاخ کے نو عیبوں کو بیان فرمایا حتی کہ یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس کی اصل ولدالحرام ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے متعلق دس باتیں بیان کی ہیں ان میں نو کو تو میں جانتا ہوں؛ لیکن دسویں بات یعنی میری اصل میں خطا ہونا تجھی کو معلوم ہوگا تو مجھے سچ سچ بتا دے؛ ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔

اس کی ماں نے جواب دیا کہ ہاں! تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا، تو اس کا مال دوسرے لوگ لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلا لیا اور تو اسی کے نطفہ سے ہے۔ (تفسیر الجلالین حاشیۃ الصاوی، الجزء الرابع، الصفحۃ ۲۲۱، مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی واولادہ مصر)

کسی کو برا نہ کہو: یہ بیماری مسلمانوں میں سرایت کرتی جارہی ہے کہ ہم جیسے غریب اگر وہابیوں دیوبندیوں وغیرہم کی کفریہ عبارات عوام وخواص کو دکھائیں ان کی گستاخیاں جو ان کی کتابوں میں مسلسل سالہا سال سے چھپ کر عام تقسیم ہورہی ہیں تو ہمیں شدت پسند کا طعنہ دیا جاتا ہے اور اپنے بھی سخت گیر کہتے ہیں؛ مگر ہمیں کچھ افسوس نہیں ہوتا؛ کیونکہ پیارے آقا و مولا حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بُرا بھلا کہنا اور اس کے عیبوں کو کھلم کھلا بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے۔

گستاخ کون؟ علامات: فقیر گستاخوں سے قطع تعلق اور ان سے بیزاری کا

طویل مضمون لکھ چکا ہے اور بھی بہت کچھ لکھنا ہے، پڑھنے والے کے ذہن میں سوال پیدا ہوگا کہ گستاخ و بے ادب کون ہے؟ قرآن سے پوچھیے :

یَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوۡا ، وَ لَقَدۡ قَالُوۡا کَلِمَۃَ الۡکُفۡرِ وَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِھِمۡ . (پارہ۱۰سورۃالتوبۃ آیت۷۴)

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے ۔

شانِ نزول: ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے تو ارشاد فرمایا: عنقریب ایک ایسا شخص آئے گا جو تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات ہرگز نہ کرنا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کونجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا کہ تم اور تیرے ساتھی کس بات پر میری شان میں گستاخی کا لفظ بولتے ہو؟ وہ گیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بلا لایا، سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ آپ کی شان میں بے ادبی کا نہیں کہا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی کہ اُنہوں نے گستاخی نہیں کی ہے اور بے شک وہ ضرور کفر کا لفظ بولتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہوگئے ۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا لفظ بولنے والا کافر ہے اور ایسے شخص کو کافر کہنا سنت الٰہیہ ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا :

وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَھُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوۡضُ وَ نَلۡعَبُ ، قُلۡ اَبِاللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ وَ رَسُوۡلِہٖ کُنۡتُمۡ تَسۡتَھۡزِءُوۡنَ . (پارہ۱۰سورۃالتوبۃ آیت۶۵)

اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں

تھے۔تم فرماؤ کیا اللہ اوراس کی آیتوں اوراس کے رسول سے ہنستے ہو۔

شان نزول: ابن ابی شیبہ وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد شاگردِ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی، وہ اس کو تلاش کررہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے،اس پر منافق نے کہا کہ محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے، حالانکہ ان کو غیب کی کیا خبر؟ حضور نے اس منافق کو بلاکر دریافت کیا تو اس نے کہا: ہم تو ایسے ہی ہنسی مذاق کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی (ترجمہ) کہ اللہ اور رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہو گئے۔(تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم وتفسیر درمنشور امام جلال الدین سیوطی)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کے متعلق طعن کرنا اورآپ کے علم کا انکار کرنا اورآپ کے بارے میں یہ لفظ بولنا کہ'ان کو غیب کی کیا خبر'یا لکھنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ'رسول کو غیب کی کیا خبر؟' کفر ہے۔

دعوتِ عام: اب بھی آپ اس مذکورہ بالا آیت کریمہ کے پیش نظر تجزیہ کرلیں کون ہیں جو منبروں پر بیٹھ کر علم مصطفی کریم ﷺ کو موضوع بحث بناتے ہیں،کبھی سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت والی بات (حدیث افک) پڑھ کر علم غیب رسول ﷺ کا انکار کریں،کبھی ذاتی علم والی آیات پڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے، فیصلہ کریں کہ کون علم کی بات کرتا ہے اورکون لاعلمی ثابت کرنے کے لیے زور لگاتا ہے، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے فقیر کا کام تھا بتادینا۔

ایسے الفاظ بھی نہ بولو جس سے گستاخوں کو موقعہ ملے؟: اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ کا اس حد تک ادب سکھاتا ہے کہ صحابہ کرام کو گفتگو کرنے کے سلیقے

بتائے جارہے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا، وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ (پارہ۱سورۂ البقرہ آیت۱۰۴)

اے ایمان والو! 'رَاعِنَا' نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول: جب حضور ﷺ صحابۂ کرام کو کچھ وعظ ونصیحت فرماتے تو صحابہ کرام درمیانِ کلام میں کبھی کبھی عرض کرتے: 'رَاعِنَا یارسول اللہ ' یعنی یارسول اللہ! ہماری رعایت فرمائیے، یعنی اپنی گفتگو کو دوبارہ فرمادیجیے تاکہ ہم لوگ اچھی طرح سمجھ لیں۔ اور یہود کی لغت میں لفظ 'رَاعِنَا' بے ادبی کے معنی رکھتا تھا۔ یہودیوں نے اس لفظ کو گستاخی کی نیت سے کہنا شروع کردیا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے، ایک دن یہ کلمہ آپ نے ان کی زبان سے سن کر فرمایا کہ اے دشمنانِ خدا! تم پر اللہ کی لعنت ہو اگراب میں نے کسی کی زبان سے یہ لفظ سُنا تو اس کی گردن ماردوں گا۔

یہودیوں نے کہا کہ آپ تو ہم پر ناراض ہوتے ہیں، حالانکہ مسلمان بھی یہی لفظ بولتے ہیں۔ یہودیوں کے اس جواب پر آپ رنجیدہ ہوکر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہی ہورہے تھے کہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی، جس میں 'رَاعِنَا' کہنے سے لوگوں کو روک دیا اور اس معنی کا دوسرا لفظ 'اُنْظُرْنَا' کہنے کا حکم ہوا۔ (تفسیر الجلالین حاشیۃ الصاوی، الجزء الاول، الصفحۃ ۴۷، مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی واولادہ مصر)

ثابت ہوا کہ نبی مکرم رحمت عالم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرنا اوران کی بارگاہِ ناز میں ادب کے کلمات بولنا فرض ہے اور جس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ ہووہ ہرگز زبان پر نہیں لا سکتے۔ اوراس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سیدالانبیاء محبوب کبریا ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والا کافر ہے، چاہے وہ صبح وشام کلمہ طیبہ کی رٹ ہی کیوں نہ لگاتا ہو!۔

گستاخ رسول کی سزا سرتن سے جدا اگرچہ بظاہر کلمہ گو کیوں نہ ہو؟: قرآن کریم کی بہت ساری آیاتِ مبارکہ اس امر پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گستاخِ رسول کو واصلِ جہنم کرنے والوں سے خوشی کا اظہار فرمایا ہے، چند واقعات ملاحظہ فرمائیں :

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ، وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًا بعیداً، وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا . (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۱،۶۰)

کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور اُن کا تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منھ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

شان نزول: بشر نامی ایک منافق کا ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا چلو سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے طے کرالیں۔ منافق نے خیال کیا کہ حضور ﷺ تو بے رعایت محض حق فیصلہ دیں گے، اس کا مطلب حاصل نہ ہو گا؛ اس لیے اس نے باوجود مدعی ایمان ہونے کے یہ کہا کعب بن اشرف یہودی کو پنچ بناؤ۔ (قرآن کریم میں طاغوت سے اس کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ لے جانا مراد ہے)

یہودی جانتا تھا کہ کعب رشوت خور ہے؛ اس لیے اس نے باوجود ہم مذہب ہونے کے اس کو پنچ تسلیم نہ کیا، ناچار منافق کو فیصلے کے لیے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ آپ نے جو فیصلہ دیا وہ یہودی کے موافق ہوا۔ یہاں سے فیصلہ سننے کے بعد پھر

منافق یہودی کے درپے ہوا اور اسے مجبور کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا: میرا اس کا معاملہ سید عالم ﷺ طے فرما چکے؛ لیکن یہ اس فیصلہ سے راضی نہیں آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔

فرمایا کہ ہاں! ابھی آ کر اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ یہ فرما کر مکان میں تشریف لے گئے اور تلوار لا کر اُس کو قتل کر دیا اور فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے راضی نہ ہو اُس کا میرے پاس یہ فیصلہ ہے۔ (روح المعانی، تفسیر کبیر)

اس آیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول و عمل کی تائید و تصدیق کی گئی ہے۔

ایمان و بے ایمانی: (۱) اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرے؛ ورنہ بے ایمان ہے۔ (۲) حضور نبی پاک ﷺ کو مسلمان ہی اپنا حاکم مطلق باذنہٖ تعالیٰ مانتا ہے؛ ورنہ بے ایمان ہے۔

فاروقی لقب: اسی موقعہ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لقب 'فاروق' عطا کیا گیا۔ عربی زبان سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ فاروق اور طاغوت ہم وزن ہیں۔ دونوں صیغے کثرت کے معنی کو ظاہر کرتے ہیں تو اس آیت سے پہلی آیت میں کعب بن اشرف کو طاغوت کہا گیا جس کا معنی ہے بہت سرکشی والا۔ پس اس حساب سے فاروق کے معنی ہوں گے: حق و باطل میں خوب فرق کرنے والا۔

منافق کون تھا؟: اس منافق کا نام بشر تھا اور کعب بن اشرف یہودی عالم کی طرف مقدمہ لے جانا چاہتا تھا۔

مرتد کی سزا: یہی وجہ ہوئی اس کے ایمان سے خارج ہو جانے کی۔ دوسری وجہ اس منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے کو دل سے بُرا جان کر اِنحراف کیا تھا۔ ایمان سے خارج ہونے کی ایک وجہ یہی ہے کہ وہ گستاخ تھا۔ آج تک اہلِ اسلام میں قتل مرتد کی جو سزا مقرر ہے اس کی بنیاد یہی واقعہ ہے۔

گستاخ کا انجام بد: یہ تو ہر اسلامی فرقہ مانتا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ مرتد ہے، اور مرتد کی سزا قتل ہے؛ لیکن جہالت کے غلبہ سے آج کسی کو کہو کہ یہ تو گستاخی ہے وہ ڈھٹائی و بے شرمی سے اُلٹا گستاخی کو توحید بتائے تو اس کا کیا علاج ؟ اسی لیے ہم یہ فیصلہ قدرتِ ایزدی پر چھوڑتے ہیں جیسے اس کا قانون ہے کہ حبیب اکرم ﷺ کے گستاخ کو آج نہ سہی تو کل ضرور سزا دے گا اور اتنی سخت کہ کفار و مشرکین حیران رہ جائیں گے اور کبھی دنیا میں بھی گرفت فرمالیتا ہے۔

گستاخ رسول واجب القتل ہے: گستاخی رسول ایک ایسا قبیح اور گھناؤنا عمل ہے کہ اس کی سزا سرتن سے جدا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کے بے شمار شواہد موجود ہیں :

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا . (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۵)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

شان نزول: پہاڑ سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں اس میں ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا۔ معاملہ سید عالم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے زبیر! تم اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔

یہ انصاری کو گراں گزرا اور اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں باوجودیکہ فیصلہ میں حضرت زبیر کو انصاری کے ساتھ احسان کی ہدایت فرمائی گئی تھی؛ لیکن انصاری نے اس کی قدر نہ کی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم دیا کہ اپنے

باغ کو سیراب کر کے پانی روک لو، انصافاً قریب والا ہی پانی کا مستحق ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام فخر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا شانِ نزول یوں لکھا ہے کہ جب ایک منافق نے حضور ﷺ کے فیصلے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو ترجیح دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ عمر فاروق نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔ آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور! جو آپ کا فیصلہ نہ مانے وہ مسلمان کب ہے؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی 'فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ' آپ کے رب کی قسم! وہ مسلمان ہی نہیں جو آپ کا فیصلہ نہ مانے۔

قابل غور: مذکورہ بالا دونوں آیات سے واضح ہوا کہ گستاخی رسول کا مرتکب واجب القتل ہے۔ جب کسی مسلمان کے سامنے گستاخی کا ارتکاب ہو سنت فاروقی یہ ہے کہ گستاخ کے وجود سے فوراً زمین پاک کی جائے، عدالتی کاروائی کا انتظار کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر عدالتی کاروائی کا انتظار ضروری ہوتا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عدالت رسالت مآب ﷺ کی طرف رجوع کرتے، وہاں سے جو فیصلہ ہوتا اس پر عمل درآمد کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ فوراً گستاخ کو واصلِ جہنم کیا پھر ان کے اس فعل پر تائید خداوندی ہوئی، اور قرآن پاک کی آیت نازل ہوگئی جو رہتی دنیا تک قانون بن گیا کہ گستاخِ رسول کی سزا سرتن سے جدا۔

گستاخ مرجائے تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھو :

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ، اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ . (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۸۴)

اور ان میں کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

بیشک وہ اللہ و رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

تفسیر و شانِ نزول: یہ آیت حضور سرورِ عالم ﷺ کے سب سے بڑے دشمن رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ جب وہ مرا تو حضور ﷺ نے خُلقِ عظیم کی بنا پر اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا چاہی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اس منافق کا جنازہ نہ پڑھیں؛ لیکن آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔

اس کے بیٹے نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی کثیر العبادات تھے انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ سید عالم ﷺ ان کے باپ عبداللہ بن ابی سلول کو کفن کے لیے اپنی قمیص مبارک عنایت فرما دیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں۔

مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اس کے خلاف تھی؛ لیکن چونکہ اس وقت ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ کا یہ عمل ایک ہزار آدمیوں کے ایمان لانے کا باعث ہوگا؛ اس لیے حضور ﷺ نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سید عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتا انہیں پہنایا تھا۔

حضور ﷺ کو اس کا بدلہ دینا بھی منظور تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سید عالم ﷺ نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور ﷺ کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی چنانچہ جب کفار نے دیکھا کہ ایسا شدید العداوت شخص جب سید عالم ﷺ کے کُرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ کے حبیب اور اس کے سچے رسول ہیں یہ سوچ کر ہزار کافر مسلمان ہو گئے۔ (خزائن العرفان)

سوالات کے جوابات: اس واقعہ سے منکرینِ کمالاتِ مصطفےٰ ﷺ کہتے ہیں کہ تبرکات کا کوئی فائدہ نہیں، اگر کچھ ہوتا تو منافق کو فائدہ ہوتا۔ اس کا جواب اوپر مذکور ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے قمیص مبارک تبرک کے لیے نہیں بلکہ اپنے چچا کا بدلہ اتارنے کے لیے

دیا تھا اس سے تو الٹا حضور سرور عالم ﷺ کا تصرف واختیار ثابت ہوتا ہے کہ چاہیں تو متبرک اشیا میں برکت ہونے دیں چاہیں تو ان سے برکات سلب فرما لیں۔اس سے وہ اعتراض بھی دفع ہو گیا کہ آپ نے منافق کے منہ میں لعاب دہن ڈالا تو کوئی فائدہ نہ ہوا تو اس کا بھی یہی جواب ہے کہ آپ نے لعابِ دہن ڈال کر اس کے منہ کے اندر جو ظاہری طور پر کلمہ پڑھا اور زبان سے کوئی عبادت کی وہ تمام سلب کر لی۔

ہم نبی پاک ﷺ کا تصرف طرداً وعکساً ہر دونوں طرح سے مانتے ہیں یعنی چاہیں تو فضل وکرم سے مالا مال فرما دیں، چاہیں تو کسی کو کسی نعمت سے محروم فرما دیں۔ (**باذن اللّٰہ تعالیٰ**)

صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے منافق کو تبرک سے فائدہ نہ ہونے کی ایک مثال قائم کر کے پھر متعدد دلائل قائم کرتے فرمایا: 'یہ ایسے ہے جیسے بارش میں تو منافع موجود ہیں؛ لیکن آگے زمین ایسی ہو کہ جس میں اَثر قبول کرنے کی صلاحیت نہیں اس سے یہ کوئی نہیں کہے گا کہ بارش میں منافع نہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ زمین خراب ہے'۔

ایسے وہابیہ دیوبندیہ کو سمجھانے کے لیے کہا جائے کہ قمیص مبارک کے منافع میں شک نہ کرو بلکہ یوں کہو کہ منافق کو اس منافع کے قبول کرنے کی صلاحیت واہلیت نہیں تھی۔

اگرچہ صاحب روح البیان کے دور میں وہابی دیوبندی مودودی قسم کے لوگ نہیں تھے؛ لیکن ابن تیمیہ جو مذکورہ پارٹیوں کا گُرو ہے اس کے تاثرات موجود تھے؛ اس لیے صاحبِ روح البیان کو فوائد پر چند دلائل دینے پڑے۔تفصیل فقیر کی تفسیر 'فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان' اور رسالہ 'ادب کے فائدے بے ادبی کے نقصانات' کا مطالعہ کریں۔

احادیث مبارکہ: حضور سرورِ عالم نور مجسم رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت پاک میں سب سے بڑا وسیع باب خلق عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ صفت قرآن مجید میں بھی بیان فرمائی۔

آپ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ دشمنوں کے لیے بھی چادر بچھا دیتے؛ لیکن یاد رہے کہ وہی رحمۃ للعالمین شفیق روف و کریم ﷺ دشمنانِ اسلام کے لیے نہیں بلکہ بظاہر کلمہ اسلام پڑھنے والوں کے لیے جہاں سختی فرمائی وہاں نرمی بھی فرمائی لیکن 'اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ' اور 'جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ' کے نزول سے پہلے، ورنہ یہی پیارے رسول تو تھے جو غزوۂ حنین اور بدر و اُحد اور احزاب و تبوک میں دشمنانِ اسلام سے برسر پیکار تھے۔ گستاخوں اور بے ادبوں کے لیے آپ کے ارشادِ عالیہ امت کی رہبری اور رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔

بیمار ہو جائیں تو عیادت نہ کرو مر جائیں تو جنازہ میں نہ جاؤ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ مَجُوسَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِأَقْدَارِ اللّٰهِ إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ . (سنن ابن ماجه)

قضا و قدر کو جھٹلانے والے اس اُمت کے مجوسی ہیں۔ (حالانکہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں) فرمایا کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کو عیادت کے لیے مت جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ وغیرہ میں مت شریک ہونا اور اگر تم سے ملیں تو ان کو سلام نہ کرو۔

اس کے علاوہ دیگر ارشادات و معمولات بد مذاہب کے لیے سخت سے سخت تر ہیں۔ اگر وضاحت مطلوب ہو تو فقیر کی کتاب ''الاحادیث النبویہ فی علامات الوہابیہ'' کا مطالعہ کیجیے۔ یاد رہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی رب کریم جل مجدہ العظیم کا حکم بھی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں :

وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. (پارہ ۱۲ سورۃ

ہود آیت ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔

اور فرمایا :

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ . (پارہ ۷ سورۃ الانعام آیت ۶۸)

اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرمایا :

فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ . (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۴۰)

تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

ایسی تصریحات کے باوجود کوئی اپنی ضروریات کے تحت یا کسی دباؤ سے بدمذاہب کے ساتھ میل جول کو اسلام سمجھتا ہے تو پھر اس جیسا شوم بخت کون ہوگا!۔

گستاخ سے نرم گوئی بھی جائز نہیں: گستاخوں سے میل جول تو دور کی بات ہے ان بدبختوں سے نرم گوئی بھی گناہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے۔

إذا رأيتم صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه، فإن الله يبغض كل مبتدع . (كنز العمال ،ابن عساكر)

جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے سامنے ترش روئی سے پیش آؤ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔

حدیث پاک میں فرمایا جا رہا ہے کہ بدمذہبوں سے ترش روئی سے پیش آؤ؛ لیکن ان سے اتحاد کرنے والے صلح کلی کہتے ہیں کہ نہیں خوش روئی سے پیش آؤ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

گستاخ کی ہر عبادت مردود ہے: مذاہبِ باطلہ کی عادت ہے کہ اہل ایمان میں سادہ لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لیے لمبے لمبے سجدے قیام وقراءت کرتے ہیں، ہمارے بھولے بھالے سنی ان کی عبادات کو دیکھ کر کہتے ہیں یہ بڑے نمازی و پرہیزگار ہیں جبکہ ان کی کوئی عبادت قبول نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا، وَلَا صَلَاةً، وَلَا صَدَقَةً، وَلَا حَجًّا، وَلَا عُمْرَةً، وَلَا جِهَادًا، وَلَا صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا، یَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِینِ. (سنن ابن ماجه)

اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی فرض نہ نفل، بدمذہب دین اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

عام بدمذہبوں کا یہ حال ہے تو جو اعلانیہ کافروں سے ہزار درجے بڑے کافر ہوں ان کا کیا حال ہوگا۔

دوزخی کتے: ہم جیسے غریب اگر گستاخوں، بدمذہبوں کو اپنی تقاریر یا تصانیف میں حقیقت پر مبنی کوئی بات کہتے ہیں تو بعض لوگ ہمیں شدت پسندی کا شکوہ دیتے ہیں؛ مگر ہمیں ان کے شکوے کی کوئی پرواہ نہیں؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے گستاخوں کے متعلق شدت کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

أهل البدع كلاب أهل النار. (كنز العمال)

یعنی 'گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں'۔

غور کریں: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ برے کو برا

کہنا سنت نبوی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث شریف میں نبی پاک ﷺ نے بدمذہبوں کو دوزخی بلکہ دوزخ کے کتے فرمایا ہے۔

بدمذہب کی تعظیم وتعریف کرنے والے کے لیے سخت وعید: صلح کلیت کے جراثیم کی وجہ سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی کی عزت کروگے تو وہ تمہارے قریب ہوگا تمہاری بات سنے گا جب تم اس کا ہاتھ ملانا ہی گناہ سمجھتے ہو وہ تمہاری بات کیا سنے گا، ہم کہتے ہیں کسی گستاخ کی تعظیم انسان کو لے ڈوبتی ہے۔ مؤمن کے ایمان کا گھاٹا ہے نہ صرف اس کا نقصان بلکہ ملت اسلامیہ کا نقصان ہے۔ حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو :

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ . (مجموع الفتاوی ، مشکوٰۃ شریف)

یعنی جس شخص نے بدمذہب کی عزت کی اس نے اسلام ڈھانے پر مدد کی۔

جن کی صحبت اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ زیادہ خطرناک ہے ان کی جو عزت وتکریم کرے ان سے اتحاد کرے وہ اسلام کا کتنا مخالف ہے اور اسلام کو گرانے کی کتنی کوشش کرتا ہے!۔

إذا مُدِحَ الفاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ واهْتَزَّ لِذَلِکَ العَرْشُ .

(کنز العمال، بیہقی)

یعنی جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے، اور اس کی وجہ سے عرشِ الٰہی کانپ اُٹھتا ہے۔

جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاے کرام کے گستاخ ہیں وہ سب سے بڑے فاسق اور گمراہ ہیں تو ان کی تعریف کرنا ان سے اتحاد کرنا کس قدر ربِ قہار کے غضب کو دعوت دینا ہے!۔

نهى النبى ﷺ أن يصافح المشركون أو يكنوا أو يرحب بهم . (كنز العمال، ابونعيم)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انہیں کنیت سے ذکر کیا جائے اور نہ آتے وقت انہیں مرحبا کہا جائے۔

یہ بہت کم درجے کی عزت ہے کہ نام لے کر نہ پکارا جائے فلاں کا باپ کہہ دیا جائے یا آتے وقت جگہ دینے کو' آیئے' کہہ دیا جائے۔

درسِ عبرت: کفار کے بارے میں حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اعلانیہ کافر سے ہزار درجہ مضر نام نہاد ان مولویوں سے اتحاد ہے جو نبی کریم ﷺ کے علم اور آپ کی ذات پر حملہ کرتے ہیں ان سے اتحاد کرنا ان کے مولویوں کو بڑے بڑے القاب سے ذکر کرنا ان کا شان سے استقبال کرنا جلسوں میں ان کی تقریریں مسلمانوں کو سنانا حالانکہ بے دینوں بد مذہبوں کو ایسا مقام یا عہدہ دینا جس سے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی تعظیم پیدا ہو حرام ہے، اپنے جلسوں میں اعزازی عہدے دینا کس قدر گمراہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت ہے!۔

معمولاتِ صحابہ کرام

صحابہ کرام جو امت مسلمہ کے لیے معیارِ حق ہیں جن کی اقتدا کو ہدایت فرمایا گیا ہے۔ جنہیں قرآن پاک میں 'رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ' (اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی) کا اعزاز نصیب ہوا ہو ان کی مبارک زندگیاں 'ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یار سول ﷺ' کا عملی نمونہ تھیں ملاحظہ کریں :

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ

وهكذا كان دأب الصحابة ومن بعدهم من المؤمنين فى

جـميع الأزمان فإنهم كانوا يقاطعون من حاد الله ورسوله مع حـاجتهـم إليـه وآثـروا رضـا الـلّٰه تعالى على ذلک . (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح)

یعنی صحابۂ کرام اور ان کے بعد والے ہر زمانہ کے ایمان والوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ بائیکاٹ کرتے رہے، حالانکہ ان ایمانداروں کو دنیاوی طور پر ان مخالفوں کی احتیاج بھی ہوتی تھی؛ لیکن وہ مسلمان خدا تعالیٰ کی رضا کو اس پر ترجیح دیتے ہوئے بائیکاٹ کرتے تھے۔

بائیکاٹ تو معمولی سزا ہے لڑائی اور مار پٹائی کی نوبت آجاتی تھی: چنانچہ بخاری شریف کتاب الصلح اور علامہ عینی 'وَ اِنْ طَـآئِـفَتَـانِ مِـنَ الْـمُـؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا' کے شانِ نزول میں شرح بخاری عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس روای ہیں :

قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ، فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ وَهِيَ أَرْضٌ سَبِخَةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ إِلَيْکَ عَنِّي، وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِکَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْيَبُ رِيحًا مِنْکَ، فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَشَتَمَهُ، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيدِ وَالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ . (صحيح بخارى،عمدة القارى شرح صحيح البخارى)

عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! عبداللہ بن ابی کے ہاں چل کر اس کے ساتھ صلح کی بات کیجیے۔ آپ گدھے پر سوار ہو کر مع جماعت عبداللہ بن اُبی کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس نے کہا گدھے کو دور کیجئے مجھے اس سے بدبو آتی ہے۔ ایک انصاری مرد نے کہا بخدا ہمارے نزدیک گدھا تیرے سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ اس سے عبداللہ کی پارٹی کا ایک شخص ناراض ہوا تو ان کی آپس میں ہاتھا پائی شروع ہوگئی یہاں تک کہ ایک دوسرے پر پتھر اور جوتے برسا رہے تھے۔

صحابہ کرام کا عمل ہمارے لیے کامل نمونہ:

(۱) صحابہ کرام کے نزدیک حضور ﷺ کا اَدب کتنا ملحوظ خاطر تھا کہ گدھے کے مقابلے میں بظاہر کلمہ گو عبداللہ اور اس کی پارٹی سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑا کر دیا۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ محبوبِ خدا ﷺ کی ہر شے محبوب ہے۔

(۳) اگرچہ گدھا میں واقعی بو ناگوار تھی لیکن اس سے نفرت بھی صحابہ کرام کو ناگوار تھی۔

(۴) بدمذہب کتنا ہی ذی وقار ہو وہ جوتے کی نوک کے برابر بھی نہیں۔

عصائے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی ناگوار: حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ 'شفا شریف' میں لکھتے ہیں :

وَحُكِي أَن جهْجَاهًا الغِفَارِيّ أَخَذ قَضِيب النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْه وَسَلَّم من يَد عُثْمَان رَضِي اللّٰه عَنْه وَتَنَاوله لِيَكْسِرَه عَلَى رُكْبَتِه فَصَاح بِه النَّاس فَأَخَذَتْه الأَكِلَة فِي رُكْبَتِه فَقَطَعَهَا وَمَات قَبْل الحَوْل . (الشفاء شریف)

ججاہ غفاری نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کا عصا لے کر گھٹنوں

پر رکھ کر توڑ نے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اتنی بے ادبی کی وجہ سے اس کے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے گھٹنا کاٹ ڈالا اور ایک سال کے اندر مر گیا۔

فوائد و عقائد

(۱) عصا مبارک بطورِ تبرک محفوظ تھا اس سے صحابہ کرام کا تبرکات سے عشق کا ثبوت ملا۔

(۲) تبرک کی بے ادبی ایسی ناگوار ہوئی کہ وہ جنگوں دشمنوں کے نرغوں میں نہ چیخے لیکن عصا مبارک کی بے ادبی و گستاخی سے چیخ چلائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منسوب اشیا سے کتنی عقیدت اور محبت تھی۔

(۳) بے ادب و گستاخ کا انجام برا ہے اگر چہ کسی کو جلدی سے کسی کو دیر کے بعد۔

گستاخوں کی صحبت کی نحوست: حدیث میں ابو الطفیل سے روایت ہے :

أن رجلا ولد له غلام على عهد النبى صلى الله عليه وسلم فدعا له وأخذ ببشرة جبهته فقال بها هكذا وغمز جبهته ودعا له بالبركة قال فنبت شعرة فى جبهته كأنها هلبة فرس فشب الغلام فلما كان زمن الخوارج أحبهم فسقطت الشعرة عن جبهته فأخذه أبو فقيده مخافة أن يلحق بهم قال فدخلنا عليه فوعظنا وقلنا له فيما نقول ألم تر أن بركة دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم قد وقعت من جبهتك فما زلنا به حتى رجع عن رأيهم قال فرد الله إليه الشعرة بعد فى جبهته وتاب وأصلح . (مصنف ابن ابى شيبة)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے

اس کو دعا دی اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور دبایا، اثر اس کا یہ ہوا کہ اس کی پیشانی پر خاص طور پر بال اُگے جو تمام بالوں سے ممتاز تھے وہ لڑکا جوان ہوا اور خوارج کا زمانہ آپہنچا اور ان سے اس کو محبت ہوئی ساتھ ہی وہ بال جن پر دست مبارک کا اثر تھا جھڑ گئے اس کے باپ نے جو یہ حال دیکھا اس کو قید کر دیا کہ کہیں ان میں نہ مل جائے۔

ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس کے پاس گئے اسے وعظ ونصیحت کی اور کہا دیکھو تم جوان لوگوں کی طرف مائل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کی برکت تمہاری پیشانی سے جاتی رہی، غرض جب تک اس نوجوان نے ان کی رائے سے رجوع نہ کیا ہم اس کے پاس سے ہٹے نہیں، پھر جب ان کی محبت اس سے مٹ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بال اس کی پیشانی پر لوٹا دیے اور وہ صدق دل سے تائب ہو گیا۔

فیصلۂ ربانی برائے گستاخ رسالت: قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ . (پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۶۵)

تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو!۔

گستاخ منافقین کا مسجد سے اخراج: گستاخوں کو ہم مساجد سے نکلواتے ہیں تو ہمارے بعض احباب ہم کو شدت پسندی کا طعنہ دیتے ہیں اور کہتے کہ لوگ اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے ؛ لیکن یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ گستاخ منافقین کو مسجد سے نکلوانا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گستاخوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی آپ نے صرف حکم پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ گستاخوں کو سختی سے اپنی مسجد شریف

سے نکلوا دیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ جُمُعَةٍ خَطِيبًا، فَقَالَ: قُمْ يَا فُلَانُ فَاخْرُجْ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ، اخْرُجْ يَا فُلَانُ، فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ ، فَأَخْرَجَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَفَضَحَهُمْ، وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ شَهِدَ تِلْكَ الْجُمُعَةَ لِحَاجَةٍ كَانَتْ لَهُ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ وَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَبَأَ مِنْهُمْ اسْتِحْيَاءً أَنَّهُ لَمْ يَشْهَدِ الْجُمُعَةَ، وَظَنَّ أَنَّ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا، وَاخْتَبَئُوا هُمْ مِنْ عُمَرَ، وَظَنُّوا أَنَّهُ قَدْ عَلِمَ بِأَمْرِهِمْ، فَدَخَلَ عُمَرُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا النَّاسُ لَمْ يَنْصَرِفُوا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَبْشِرْ يَا عُمَرُ، فَقَدْ فَضَحَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ الْيَوْمَ . (تفسير روح المعانی جلد ۱۱ صفحه ۱۱، تفسير الالوسی جلد۷ صفحه ۳۴۷،المعجم الاوسط جلداول صفحه ۲۴۱ رقم الحديث ۷۹۲،مجمع الزوائد جلد۷ صفحه ۱۱۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جمعہ کے دن جب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے فلاں تو منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا، اے فلاں تو بھی منافق ہے لہٰذا مسجد سے نکل جا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسوا کیا اس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوا ہو کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم آ رہے تھے آپ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھے تو دیر ہو گئی ہے شاید جمعہ ہو گیا ہے لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے پھر جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوشخبری

ہو کہ آج خدا تعالیٰ نے منافقوں کو رسوا کر دیا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ایک عنوان ہے: **طَرْدُ الْمُنَافِقِينَ مِنْ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** اور اس کے تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے، دین کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کے ساتھ قریب قریب بیٹھے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا:

فَأُخْرِجُوا مِنَ الْمَسْجِدِ إِخْرَاجًا عَنِيفًا. (سیرتِ ابن ہشام)

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ منافقین کو سختی سے نکال دیا جائے۔

صحابہ کرام نے منافقین کو پکڑ پکڑ کر باہر نکالا: حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے رافع بن ودیعہ کو پکڑا، اس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب کھینچا اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ ابوایوب فرماتے جاتے 'أُفّ لَكَ مُنَافِقًا خَبِيثًا' ارے خبیث منافق تجھ پر بہت افسوس ہے۔ اے منافق! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ نے زیب بن عمر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا اے عمارہ! تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے تو انہوں نے فرمایا: خدا تجھے دفعہ کرے جو خدا تعالیٰ نے تیرے لیے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔

فَلَا تَقْرَبَنَّ مَسْجِدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(سیرتِ ابن ہشام)

آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

ملحدوں سے کیا مروت کیجیے: بنونجار قبیلہ کے دو صحابہ ابو محمد مسعود رضی اللہ عنہ جو کہ بدری صحابی تھے ابو محمد مسعود نے قیس بن عمرو کو جو منافقین میں سے نوجوان تھا گدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم فرمایا ہے۔ حارث بن عمرو کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر نکال دیا۔ وہ منافق کہتا تھا اے ابن حارث! تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے خدا کے دشمن! تو اسی لائق ہے اور تو نجس اور پلید ہے۔ آئندہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زوی بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس ہے کہ تجھ پر شیطان کا تسلط ہے۔
(سیرت ابن ہشام)

درسِ عبرت: اہل انصاف کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا کافی ہے؛ کیونکہ منشاے ایزدی اور تقاضاے حب رسول ﷺ یہی ہے بلکہ جملہ انبیاے کرام کی بھی یہی سنت ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ، اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ . (پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنۃ آیت ۴)

بیشک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے اور ان سے جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔

فائدہ: تفسیر روح المعانی میں حدیث قدسی منقول ہے :

یقول اللّٰہ تبارک وتعالی: وعزتی لا ینال رحمتی من لم یوال أولیائی ویعاد أعدائی . (تفسیر روح المعانی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔

ماں باپ قربان آپ پر یارسول اللہ ﷺ

یوں تو ہم بھی ہزار بار یہ بات منہ سے کہتے ہیں: '**فداک أبی و أمی یا رسول اللّٰہ** ﷺ'. لیکن حال یہ ہے کہ گستاخ کی گستاخی جاننے پہچاننے کے باوجود گستاخ سے برادرانہ سلوک اور یارانہ رکھتے ہیں اور ملامت گو کو سبّ وشتم یا بائیکاٹ نہیں کرتے۔ آیئے ہم آپ کو ان قدسی صفات کی غیرت دکھاتے ہیں جن پر اسلام کو ناز ہے۔

حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ: سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے محبوب آقا ﷺ کی شان میں کوئی ناپسندیدہ بات سنی تو اسے منع کیا وہ باز نہ آیا تو اس باپ کو قتل کر دیا۔ روح المعانی میں ہے :

عن أنس قال كان أی أبو عبيدة قتل أباه وهو من جملة أساری بدر بيده لما سمع منه فی رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ما يكره ونهاه فلم ينته . (روح المعانی جلد ۲۸ صفحہ ۳۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا جبکہ وہ بدر کے قیدیوں میں قید ہو کر آیا جب اس سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذمت کرتا ہے تو پہلے اسے روکا جب وہ نہ رکا تو

پھر اسے قتل کر دیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سنہری دورِ خلافت اور دشمن احمد پہ شدت: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے والد کو گستاخی کرنے پر تھپڑ مارنے کا واقعہ تو فقیر عرض کر چکا۔ آپ کے دورِ خلافت میں جھوٹے مدعیانِ نبوت ملعونوں نے سر اٹھایا آپ نے عشق رسول ﷺ کی دولتِ لازوال کے سبب ان کی ایسے سرکوبی فرمائی کہ قیامت تک کوئی منحوس نبوت کے جھوٹے دعویٰ کی جرأت نہ کرے گا اگر کسی نے یہ جرأت کی تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں نے اسے جہنم رسید کر دیا جیسے رواں صدی میں دجال کذاب غلام احمد قادیانی آنجہانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اس خبیث کی خوب خبر لی آخر کار وہ واصل جہنم ہوا۔

گستاخی کرنے والی کے دانت نکلوا دیے: خلیفہ بلافصل افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت (۱۱۔۱۳ھ) میں یمامہ میں دوگانے والی عورتوں میں سے ایک نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی گلوچ کیا تو یمامہ کے حاکم حضرت مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس کے سامنے والے دو دانت نکلوا دیے، اس پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاکم یمامہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس عورت کو سزا دی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اگر آپ پہلے اسے یہ سزا نہ دے چکے ہوتے تو میں آپ کو اس کے قتل کا حکم دیتا۔ خلیفہ اوّل سے یہ الفاظ منقول ہیں :

فلولا ما سبقتنی فیها لأمرتک بقتلها لأن حد الأنبیاء لیس یشبه الحدود فمن تعاطی ذلک من مسلم فهو مرتد أو معاهد فهو محارب غادر . (تاریخ الخلفاء ،تاریخ الطبری)

اگر آپ میرا فیصلہ آنے سے پہلے اس خاتون کو سزا نہ دیتے تو میں آپ کو اسے

قتل کرنے کا حکم دیتا پس مسلمانوں میں سے جو اس برائی (گستاخی رسول) کا مرتکب ہوتا ہے، وہ مرتد یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر ایسا شخص کسی معاہدے کے تحت امان یافتہ ہے تب ایسا شخص حربی ہے اور مسلمانوں سے غداری کرنے والا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس حکم سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(۱) آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو واجب القتل قرار دیتے ہیں۔

(۲) خواہ کہ ایسا شخص مسلم ہو یا معاہد۔

(۳) خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

(۴) ایسے شخص کا قتل بطور حد ہوگا بطور تعزیر نہیں۔

(۵) ایسے شخص کی حد کی سزا توبہ کرنے سے پہلے نافذ کی جائے گی۔

(۶) کیونکہ انبیا علیہم السلام کے حوالے سے حدود کا نفاذ عام انسانوں کے لیے حدود کے نفاذ سے مختلف ہوتا ہے۔

(۷) جبکہ حاکم یمامہ مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ اس عورت پر پہلے ہی اپنے اجتہاد سے حد کی سزا نافذ کر چکے تھے۔ اس لیے خلیفہ اول نے دو حدیں قائم نہیں کیں۔

گستاخ اِمام مسجد کو قتل کرا دیا: سورۃ 'عَبَسَ وَ تَوَلّٰی' کا شان نزول مفسرین کرام نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ روسائے قریش کو دعوت پہنچانے میں مشغول تھے، آپ کی تمام تر توجہ انہی کی طرف تھی، اچانک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

یہ اوّلین مہاجرین میں سے تھے عموماً حاضر خدمت ہوتے رہتے۔ تعلیماتِ دین

حاصل کرتے، مسائل دریافت کرتے، حسب معمول آج بھی آتے ہی سوالات کیے۔ نابینا ہونے کی وجہ سے آدابِ مجلس کا خیال نہ رکھ سکے، آگے بڑھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ وراغب کرنا چاہا۔

آپ ﷺ اس وقت چونکہ ایک اہم امر میں مشغول ومصروف تھے، سو متوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ حضرت عبداللہ بن مکتوم اپنا منہ آگے کرتے، دوران گفتگو خلل اندازی پر چہرۂ اقدس پر کچھ رنج و ملال کی کیفیت ظاہر ہوئی، اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس امر کی تلقین کی گئی کہ وہ نا سمجھ تھا اس کی دلجوئی بھی تو مقصود تھی، ایسے آثار چہرہ اقدس پر ظاہر نہیں ہونے چاہیے تا کہ ایسا مخلص صحابی آپ کی شفقت ودلجوئی سے محروم نہ ہو۔ اب ظاہراً اس آیت کریمہ میں تنبیہ کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

اس سورت کے نزول کے بعد منافقین نے شور مچا دیا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ناراضگی کا اظہار فرماتا ہے اور لوگوں کے دلوں سے محبت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کرنے کی سازش کے لیے اس سورت کی تلاوت بار بار کرتے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک منافق امامِ مسجد کا یہ معمول تھا، وہ عموماً فجر کی نماز میں یہی سورت پڑھتا اور دل میں یہ کیفیت مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنبیہ فرمائی ہے یہاں تک کہ

روی أن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ عنه بلغه أن بعض المنافقین یؤم قومه فلا یقرأ فیهم إلا سورة عبس فأرسل إلیه فضرب عنقه . (تفسیر روح البیان)

یہ بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک

شخص اپنی قوم کی امامت کراتا ہے وہ باجماعت نماز میں سورۃ 'عَبَسَ وَ تَوَلّٰی' ہی پڑھتا ہے۔ آپ نے اسے بلا بھیجا (بغیر مزید تحقیق کے) اس کا سر قلم کروا دیا۔ (تفصیل کے لیے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان زیر آیت 'عَبَسَ وَتَوَلّٰی' کا مطالعہ کریں)

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس شخص کے عمل سے یہ بات اَز خود متحقق ہو گئی اور آپ کو یقین کامل حاصل ہو گیا کہ اسی سورت کو مداومت و ہمیشگی سے پڑھنے کا سبب و علت در پردہ بے اَدبی و گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ علاوہ ازیں کچھ اور علامات بھی گستاخانِ رسول کی آپ کے پیش نظر تھیں۔ اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اس کے بغض و عناد، حسد و کینہ کی کیفیات بھی اس کے گستاخ رسول ہونے پر واضح دلالت کر رہی تھیں۔

یہ بات لائق توجہ ہے کہ اس شخص نے زبان سے قولاً یا فعلاً، اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی صورت میں شان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تنقیص و تحقیر پر مشتمل کوئی کلمہ آپ کے سامنے نہیں کہا بلکہ محض اس کے عمل اور مستقل معمول سے امر واقعہ آپ پر محقق ہوا کہ اس کے دل میں گستاخی رسول پنہاں ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا اشارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ سو کسی مزید تحقیق و تفتیش اور صفائی کا موقعہ دیے بغیر کہ کس نیت سے تم پڑھتے ہو، کس سے نہیں، نیت کے اعتبارات کو ترک کرتے ہوئے، تفصیلات میں جائے بغیر بے ادبی و گستاخی رسول کے جرم پر اس کا سر قلم کر دیا۔

لباسِ خضر میں اب بھی ہزاروں رہزن پھرتے ہیں: دورِ حاضر میں بھی بہت سارے نام نہاد اسلام کے ٹھیکہ دار بن کر درسِ قرآن کی محافل سجا کر سادہ لوح لوگوں کو بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات پڑھ کر محبوبانِ خدا بالخصوص سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ ایسے بہروپیوں سے خبردار رہیں

جو قرآن کی آڑ میں گستاخی و بے ادبی کا جال پھیلا رہے ہیں۔

وہابی، دیوبندی، نجدی، خوارج کی گستاخی و بے ادبی ان کی کتب میں واضح ہیں ان سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں۔

کاش! آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہوتے تو قرآن کی آڑ میں گستاخی و بے ادبی کرنے والوں کو سرعام سولی پر لٹکاتے۔ اللہ ہمارے مسلم حکمرانوں کو غیرت ایمانی کے جذبہ سے سرشار فرمائے۔

علم مصطفیٰ ﷺ پر حملہ کرنے والا: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جگہ قیام فرمایا تو آپ کی اونٹنی گم ہوگئی۔ صحابہ کرام اس کی تلاش میں نکلے دریں اثنا حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس اپنے خیمے میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا :

لقد عجبت مما ذكره رسول الله صلى الله تعالى عليه و سلم .

یارو! آج عجیب بات ہوئی وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اونٹنی کہاں ہے؟ پھر حکم فرمایا کہ جاؤ فلاں جھاڑی سے اونٹنی کی رسی پھنس گئی ہے اسے چھڑا کر لاؤ چنانچہ اسی طرح تھا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ان کے خیمہ میں سے ایک وہ شخص بولا جس نے زید بن اللصیت کی بات سنی تھی جو کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادھر تو آسمانی خبروں کے مدعی ہیں؛ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ اونٹنی کا پتہ نہیں اور کہا کہ یہی بات تمہارے رفیق زید بن اللصیت نے کہی تھی۔ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے زید منافق کو گردن سے پکڑ کر تھپڑ مارتے ہوئے کہا :

إنک لداهية فی رحلی اخرج يا عدو الله منه . (اعلام النبوة)

میرے خیمہ میں اے منحوس تو آ دھمکا، نکل جا میرے خیمے سے۔

بے ادب سے بول چال ختم: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ایک مسئلہ پیش کیا گیا۔ عبداللہ ابن مغفّل رضی اللہ عنہ نے سائل کو ایک حدیث پیش کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس نے حدیث پر کچھ اعتراض کیا۔

عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا تو سال میں بعض دفعہ آتا ہے ساری زندگی اس کے ساتھ نہیں بولے کہ تو اتنا گستاخ ہے میں تیرے سامنے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پیش کرتا ہوں اور تو اپنی عقل کو پیش کرتا ہے؟ ایسے گستاخ انسان کے ساتھ میں بولنا ہی نہیں چاہتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کے سامنے اپنی عقل کو پیش کرتا ہو۔

حکم عدولی پر قتل کی دھمکی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو بیک لفظ تین طلاقیں دی ہیں تو آپ جلال میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔ ایک شخص آپ کی ناراضگی دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں اسے قتل نہ کر دوں۔

درس عبرت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ پیارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے کسی بھی مصلحت کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔

دشمن احمد پر شدت اور حضرت جبریل امین: ابن ہشام نے کہا کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ستانے والوں میں پانچ افراد کے نام نمایاں ہیں: اسود بن عبد یغوث بن وہب، اسود بن مطلب بن اسد، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور حارث بن طلاطلہ خزاعی۔ یہ پانچوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو کر واصلِ جہنم ہوئے۔

ابن ہشام میں مزید واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ کعبہ کے دروازہ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اللہ کے رسول کا مذاق اڑانے والے یہ پانچوں اشخاص اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اسود بن عبد یغوث آپ کے قریب سے گزرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا پیٹ سوج گیا اور وہ مر گیا، اسود بن مطلب آپ کے پاس سے گزرا حضرت جبریل ں نے اسکے چہرہ پر ایک سبز پتہ پھینکا اس کی بینائی جاتی رہی۔

اسے اندھا کردے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسود بن یزید کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے اس کی بینائی ختم ہونے کی دعا فرمائی تھی:

اللّٰھُمّ أَعْمِ بَصَرَہُ وَأَثْکِلْہُ وَلَدَہُ. (دلائل النبوۃ لابی نعیم)

'اے اللہ اسے اندھا کردے اور اسے اس کے لڑکے کی موت پر رلا'۔

ولید بن مغیرہ آپ کے نزدیک سے گزرا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے ٹخنے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کچھ عرصہ قبل اسے لگا تھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے اشارے سے وہ زخم دوبارہ خراب ہو گیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہوئی۔

عاص بن وائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا، حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے پاؤں کے تلوے کے درمیانی حصہ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔ گدھا ایک زہریلے خاردار پودے پر بیٹھ گیا۔ عاص کے پاؤں کے تلوے کے وسطی حصہ میں کانٹا چبھ گیا جو اس کی موت کا سبب بنا۔ پھر حارث بن الطلاطلۃ آپ کے پاس سے گزرا، حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اس کا سر سوج گیا اور پیپ سے بھر گیا۔ سارا بھیجا گل کر پیپ بن گیا اور یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ (سیرۃ ابن ہشام) (سیرت سرور عالم مودودی جلد۲)

یہ واقعات مودودی نے لکھے ہیں جبکہ خود گستاخیاں کرتے تھکتا نہ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب 'آئینہ مودودی'۔

اللہ تعالیٰ نے ان مذاق اڑانے والوں کے متعلق فرمایا تھا:

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۔ (پارہ ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹۵)

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

یعنی آپ کی طرف سے ہم ان مذاق اڑانے والوں کی خبر لینے کے لیے کافی ہیں۔

گستاخ ابولہب کا انجام: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا ابولہب گستاخی رسالت کا مجرم تھا۔ اس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ اس کا چہرہ اتنا سرخ اور سفید تھا کہ ابولہب کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کوہ صفا پر کھڑے ہو کر مکہ والوں کو اسلام کی دعوت دی تو ابولہب نے مجمع میں سے آگے بڑھ کر سب سے پہلے آپ کی مخالفت کی اور کہا تمہاری بربادی ہو، کیا تم نے اس لیے ہمیں جمع کیا تھا!۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بہت زیادہ جھوٹ بکتا اور آپ کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک دیتا تھا۔

غزوۂ بدر میں کفار کو شکست ہوئی جس میں مکہ والوں کے بڑے بڑے سورما واصل جہنم ہوئے اس شکست کی خبر جب مکہ پہنچی تو ابولہب کو اتنا دکھ ہوا کہ وہ سات دن سے زیادہ زندہ نہ رہ سکا۔ وہ 'عدسہ' نامی بیماری میں مبتلا ہوا جو طاعون سے ملتی جلتی ہے، اس بیماری کے دوران اس کے اہل خانہ چھوت کے ڈر سے اس کے قریب نہ آتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی اس کی لاش کے قریب نہ آیا۔ اس کی لاش سڑ گئی اور اس سے بدبو آنے لگی جب لوگوں نے اس کے بیٹے کو طعنے دینے شروع کیے تو انہوں نے کچھ حبشیوں کو اُجرت دے کر اس کی لاش اٹھوائی اور انہی حبشیوں نے اسے دفن کیا۔ ایک روایت میں یہ

بھی آتا ہے کہ انہوں نے گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی اور پتھر ڈال کر اسے پر کر دیا۔ (سیرت ابن ہشام)

اس طرح کے واقعات فقیر کی کتاب 'گستاخوں کا برا انجام' میں ملاحظہ کریں۔

گستاخوں پہ شدت اور صحابۂ کرام: مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام ریاستی و سرکاری قانون کے طور پر نافذ تھا جسے تمام اداروں اور شہریوں پر بالادستی حاصل تھی۔ عدالت نبوی ریاست کی اعلیٰ ترین عدالت تھی۔ تمام جرائم کے مقدمات میں حتمی اور آخری فیصلہ اسی عدالت کا ہوتا تھا۔ گستاخی رسول کا جرم بھی ان جرائم میں شامل تھا جو ریاستی قانون کی گرفت میں آتے اور مستوجب سزا تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے مجرمین کو عدالت نبوی سے سزائیں بھی دی گئیں۔ بعض مقدمات میں گستاخی رسالت کا اِرتکاب کرنے والوں کو سزائے موت دینے کا حکم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا اور حکم نبوی کی تعمیل میں ان مجرمین کو قتل کر دیا گیا۔

بعض واقعات میں ایسا بھی ہوا کہ ایسے مجرمین کا خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباح قرار دے دیا اور انہیں قتل کرنے والوں کو ان کے قتل سے بری کر دیا گیا۔ ان مقدمات کا فیصلہ مدینہ میں سنایا اور ان پر عمل کیا گیا جہاں اسلامی ریاست قائم تھی۔

ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ گستاخی رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو کسی صحابی نے واصل جہنم کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے گستاخ مقتول کا خون مباح کر دیا، نہ اس کو کوئی خون بہا ادا کیا گیا اور نہ ہی آپ نے متعلقہ صحابی سے کوئی تعرض فرمایا۔ فقیر چند واقعات عرض کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ گستاخوں کو واصل جہنم کرنا صحابہ کرام کا محبوب عمل تھا۔

ایک شخص کا یہودیہ کو قتل کرنا: سنن ابو داؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک یہودیہ برا کہا کرتی تھی، وہ آپ کی ہجو بھی کہتی تھی۔ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون معاف کر دیا۔ (سنن ابو داؤد کتاب الحدود)

فائدہ: اس روایت کی صحتِ سند کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں؛ لیکن امامِ وہابیہ ابن تیمیہ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ یہ حدیث جید ہے؛ کیونکہ اس کے راوی امام شعبی نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور آپ سے شراحہ ہمدانی کی حدیث روایت کی ہے۔ اگر یہ حدیث مرسل بھی سمجھی جاتی ہو تب بھی بالاتفاق حجت ہے؛ کیونکہ محدثین کے نزدیک امام شعبی کی ہر حدیث صحیح ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ثقہ اصحاب کی احادیث کے سب سے بڑے عالم امام شعبی ہیں۔ ابن تیمیہ مزید کہتا ہے کہ یہ حدیث اس یہودیہ کے قتل کے جواز پر نص ہے؛ کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہا تھا۔

یہ حدیث ایک ذمی گستاخ کو قتل کرنے پر دلیل ہے تو ایک مسلمان مرد یا عورت اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیں تو ان کا قتل بدرجہ اولیٰ جائز ہے!۔ (الصارم المسلول)

نابینا صحابی کا گستاخی کرنے والی اپنی لونڈی کو قتل کرنا: سنن نسائی اور سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے مطابق ایک نابینا صحابی کی ایک لونڈی تھی جس کے بطن سے ان کے دو بچے تھے۔ وہ لونڈی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا کہتی۔ نابینا صحابی اسے بار بار ڈانٹتے؛ لیکن وہ باز نہ آئی، ایک رات اس نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کیا اور آپ کو برا کہنے لگی، نابینا صحابی سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے تکیہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر دبا دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ (سنن ابوداؤد وسنن نسائی، الطبرانی المعجم الصغیر)

ایک روایت میں ہے کہ وہ حاملہ تھی اس لمحے کی تکلیف کی شدت سے اس کے حمل کا بچہ اس کی ٹانگوں کے درمیان جا گرا۔ صبح جب وہ مردہ پائی گئی تو لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا۔ آپ نے سب کو جمع کیا اور فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس پر میرا حق ہے کہ وہ شخص جس نے اس لونڈی کو قتل کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

یہ سن کر نابینا صحابی ڈرے اور خوف سے گرتے پڑتے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خون میں نے کیا ہے، وہ میری لونڈی تھی اور مجھ پر انتہائی مہربان اور میری رفیقہ تھی۔ اس کے پیٹ سے میرے دو بچے بھی ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں؛ لیکن وہ اکثر آپ کو برا کہا کرتی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی، میں اسے ایسا کرنے سے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہیں آتی تھی، میں سختی کرتا تو بھی وہ نہیں مانتی تھی۔ آج رات اس نے آپ کا ذکر کیا اور وہ آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگی، میں نے تکیہ اٹھایا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر زور سے دبا دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ' تم سب گواہ رہنا اس لونڈی کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الحدود)

سند حدیث کی تصدیق غیروں نے بھی کی: وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس روایت پر لکھا ہے کہ وہ عورت نابینا صحابی کی منکوحہ تھی یا مملوکہ لونڈی ان دونوں صورتوں میں اگر اس عورت کا قتل ناجائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیتے کہ اس کا قتل حرام تھا یا پھر آپ قتل کرنے پر کفارہ لازم کرتے؛ لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے فرمایا: تم سب گواہ رہنا اس لونڈی کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ذمیہ ہونے کے باوجود مباح الدم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے کے سبب سے اس کا خون مباح ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سارا واقعہ سن کر گالی دینے کی وجہ سے اس عورت کو قتل کیا گیا تو آپ نے اس کا

خون رائیگاں قرار دے دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخ کی سزا سرتن سے جدا ہے!۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

بھائی کا اپنی گستاخ بہن کو قتل کرنا: اقضیۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مجمع الزوائد میں ہے: حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ خود راوی ہیں کہ ان کی ایک بہن تھی۔ عمیر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آتے تو وہ آپ کو گالیاں دیتی اور ایذا پہنچاتی، وہ مشرکہ تھی، آخر ایک دن حضرت عمیر نے اسے تلوار سے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے چلا چلا کر کہنے لگے کہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں، تم لوگوں نے ہماری ماں کو قتل کر دیا ہے، حالانکہ ان لوگوں کے باپ دادا اور ان کی مائیں سب مشرک تھے۔ جب حضرت عمیر کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ وہ لوگ اپنی ماں کے بدلے میں قاتل کے بجائے کسی اور کو قتل کر دیں گے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔

آپ نے حضرت عمیر سے پوچھا تم نے اپنی بہن کو قتل کیوں کیا؟ انہوں نے عرض کیا وہ آپ کو برا کہہ کر مجھے تکلیف پہنچاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتولہ کے بیٹوں کو بلا کر پوچھا انہوں نے اصل قاتل کے بجائے کسی اور شخص کا نام لیا آپ نے ان کو حقیقت سے آگاہ کیا اور ان کی ماں کو مباح الدم قرار دیا۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول)

گستاخی کرنے پر اپنے باپ کو قتل کرنا: حضرت قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) نے ابن قانع کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ آپ کی نسبت بری بات کہتا ہے تو میں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق نہ گزری۔

(بخاری شریف کتاب الشہادت)

ابو اسحاق کے حوالے سے ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے والد سے ملا جو مشرکین کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا کہ میرا والد آپ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کر رہا تھا میں برداشت نہ کر سکا اور اس کے گلے میں نیزے کی نوک جھونک کر اسے قتل کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گراں نہ گزری۔ (المصنف عبدالرزاق)

(اس ضمن میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو تھپڑ مارنا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو قتل کرنے کا واقعہ گزر چکا ہے)

گستاخ کو واصل جہنم کرنے والا زیارت کے لائق ہے۔گستاخ کو کون واصل جہنم کرے گا: مصنف عبدالرزاق میں حضرت عکرمہ تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہا (یعنی گالی دی) تو آپ نے فرمایا: 'مَنْ یَکْفِینِی عَدُوِّی؟' کون ہے جو میرے دشمن کے لیے کافی ہو جائے یعنی اسے قتل کرے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے للکارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتول کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوایا۔ (سیرت ابن ہشام)

ایک شاتمہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا: 'مَنْ یَکْفِینِی عَدُوِّی؟'.

کون ہے جو میرے دشمن کے لیے کافی ہو جائے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جا کر اس شاتمہ کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول)

عصماء بنتِ مروان واصل جہنم: ابن ہشام، ابن سعد اور واقدی نے بیان کیا ہے کہ خطمی قبیلے کی عصماء بنتِ مروان نامی ایک عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتی تھی وہ دینِ اسلام پر عیب جوئی کرتی اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے خلاف بھڑکاتی اور گستاخانہ اشعار بھی کہتی تھی۔ یہ غزوۂ بدر کے بعد کا واقعہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کے متعلق فرمایا:

أَلا آخِذٌ لِی مِنْ ابْنَۃِ مَرْوَانَ ؟.

'کون ہے جو اس عورت کا کام تمام کردے؟'۔

اس عورت کے قبیلہ کے ہی صحابی حضرت عمیر بن خرشہ بن امیہ خطمی نے عہد کیا کہ وہ اس گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

حضرت عمیر نے کہا یا اللہ! تیرے لیے مجھ پر نذر ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ واپس تشریف لائیں گے تو میں اس عورت کو قتل کردوں گا۔ آپ ان دنوں بدر کے میدان میں تھے۔ جب آپ بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ آدھی رات کو اس عورت کے گھر داخل ہوئے۔ اس کے گرد اس کے بچے سو رہے تھے۔ ایک دودھ پیتا بچہ اس کی چھاتی سے چمٹا ہوا تھا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اس بچے کو الگ کیا اور تلوار عورت کے سینے میں گھونپ دی۔ اس کا کام تمام کر کے مدینہ واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کی۔

آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: 'اقتلت بنت مروان؟' کیا تم نے بنتِ مروان کو قتل کر دیا؟۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت عمیر رضی اللہ نے یہ بھی دریافت کیا: 'هل علی فی ذلک شیء یا رسول اللّٰه؟' کیا اس کے قتل کرنے پر مجھ سے کوئی مواخذہ ہوگا؟۔

آپ نے فرمایا: 'لَا یَنْتَطِحُ فِیهَا عَنْزَانِ' اس معاملہ میں دو بکریوں کے سر بھی نہیں ٹکرائیں گے یعنی کچھ بھی نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پر موجود

صحابہ علیہم الرضوان سے مخاطب ہو کر فرمایا :

إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَنْظُرُوا إِلَى رَجُلٍ نَصَرَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ بِالْغَيْبِ فَانْظُرُوا إِلَى عُمَيْرِ بْنِ عَدِيّ. (سيرة ابن هشام، كتاب المغازى الواقدى)

اگر تم پسند کرو کہ ایسے شخص کو دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

پھر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی شان میں اشعار کہے۔ (الصارم المسلول)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے لکھا کہ عصماء کو صرف اس وجہ سے قتل کیا گیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچانے اور آپ کی ہجو کرنے کا جرم کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہجو کرنا بذات خود قتل کا موجب ہے، خواہ ہجو کہنے والا حربی ہو یا مسلم ہو یا معاہد۔ یہ فقہی اصطلاحات ہیں، بہار شریعت میں ان کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

عقبہ بن ابی معیط : امام بخاری کے استاد عبدالرزاق (م ۲۱۱ھ) نے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف الجمحی دونوں دوست ایک مرتبہ آپس میں ملے۔ عقبہ نے ابی بن خلف سے کہا میں تم سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گا جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی نہیں دو گے اور ان کی تکذیب نہیں کرو گے۔ اللہ کی قدرت وہ ایسا نہ کر سکا۔ جب غزوۂ بدر کے موقع پر عقبہ بن ابی معیط کو قیدیوں کے ہمراہ لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ مجھے کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

بِكُفْرِكَ وَفُجُورِكَ وَعُتُوِّكَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ . (مصنف عبدالرزاق)

اللہ اور اس کے رسول کے خلاف تمہارے کفر و فجور اور تمہاری سرکشی کی وجہ سے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اٹھے اور اس کا سر قلم کر دیا۔ (المصنف عبدالرزاق، کتاب المغازی)

واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کے علاوہ کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا۔ (الصارم المسلول)

گستاخ کو خود نبی کریم ﷺ نے نیزا مارا: ابن سعد (م ۲۰۳ھ) اور امام عبدالرزاق نے عقبہ بن ابی معیط کے دوست ابی بن خلف کے انجام کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ ابی بن خلف بدر کے دن گرفتار ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فدیہ دیا اور کہا میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں روزانہ ایک فرق (آٹھ یا نو کلو) جوار کھلاتا ہوں اور میں اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو قتل کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بَلْ أَنَا أَقْتُلُهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ . (مصنف عبدالرزاق جلد ۵ صفحہ ۳۵۵)

بلکہ میں تجھے قتل کروں گا ان شاءاللہ۔

اس سے علم ما فی الغد بھی ثابت ہوا۔

غزوۂ احد میں ابی بن خلف مشرکین کے ہمراہ مسلمانوں کے مقابلے میں آیا وہ اس روز اسی گھوڑے پر سوار تھا۔ چند مسلمان سپاہیوں نے اسے روک کر قتل کرنا چاہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اسے مہلت دے دو، اسے مہلت دے دو پھر آپ نے ایک نیزہ اٹھا کر اسے مارا جو اس کے پیٹ میں لگا اس کی پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں وہ زمین پر گرا۔ اس کے جسم سے بہت زیادہ خون بہنے لگا وہ بیل کی طرح زور زور سے آوازیں نکالنے لگا۔ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے گئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ

تیرے ساتھ کیا ہوا ہے تو کیوں خوفزدہ ہے؟ اس نے جواب دیا محمد (ﷺ) نے مجھے نیزہ مارا ہے اب میں مر جاؤں گا کیونکہ محمد (ﷺ) نے کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ابی بن خلف مر گیا اور واصل جہنم ہوا۔ (الصارم المسلول)

اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں :

وَ یَوۡمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیۡهِ یَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِی اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِیۡلًا ، یٰوَیۡلَتٰی لَیۡتَنِیۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِیۡلًا ، لَقَدۡ اَضَلَّنِیۡ عَنِ الذِّکۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِیۡ ، وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا . (پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۲۷ تا ۲۹)

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے۔

نضر بن حارث کے قتل کا حکم: نضر بن حارث بھی بدر کے قیدیوں میں سے تھا۔ عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث صرف یہی دو قیدی تھے جنہیں نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت قتل کیا گیا ان دونوں کے سوا کسی بدری قیدی کا قتل نہیں ہوا۔ (الصارم المسلول)

غزوۂ بدر کے تمام قیدیوں میں سے صرف نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو قتل کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ دونوں اپنے قول و فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخیاں کیا کرتے تھے۔ (کتاب الشفاء)

کون ہے جو کعب بن الاشرف کو واصل جہنم کرے؟: امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ ابن اسحاق، ابن سعد، واقدی اور ابن الاثیر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر قبیلہ کا یہودی کعب بن الاشرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ

کے خلاف ہجو یہ اشعار لوگوں کو سنا کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ غزوۂ بدر میں کفار مکہ کی شکست پر اسے بہت دکھ ہوا۔ وہ مدینے سے مکہ گیا اور وہاں جا کر اس نے بدر میں مقتولینِ قریش کے مرثیے کہے۔ پھر واپس آ کر اس نے ایک مسلم خاتون ام الفضل بنت حارث اور دیگر مسلم خواتین کے متعلق عشقیہ اشعار کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اللّٰهم اكفنى ابن الأشرف بما شئت فى إعلانه الشر وقوله الأشعار . (كتاب المغازى)

یا اللہ! کعب ابن الاشرف کے اعلانِ شر اور شعر کہنے کو جس طرح چاہے مجھ سے روک دے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا :

من لى بابن الأشرف، فقد آذانى؟ (المستدرك على الصحيحين، كتاب المغازى)

ابن الاشرف کے خلاف کون میری مدد کرے گا؟ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا

من لكعب بن الأشراف إنه قد آذى اللّٰه ورسوله . (مسند الحميدى)

کعب بن اشرف سے کون نمٹے گا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسے قتل کروں گا آپ نے ان کو کعب بن الاشرف کے قتل کی اجازت دے دی۔ حضرت محمد بن

مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کام کی فکر میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا کر پوچھا اے محمد! کیا تم نے کھانا پینا ترک کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اس کے قابل ہوں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم پر صرف کوشش کرنا فرض ہے۔ آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ کو اس سلسلہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ ان کے ساتھ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ حضرت ابو نائلہ سلکان بن سلامہ رضی اللہ عنہ، حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبس بن جبر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے اس مہم میں شریک کار ہو گئے۔

جس رات کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات حالتِ قیام میں رہے اور نماز ادا فرماتے رہے۔ صبح جب آپ نے ان کے نعرہ ہائے تکبیر کی آوازیں سنیں کہ کعب کو قتل کر دیا گیا ہے وہ لوگ واپس پہنچے تو انہوں نے آپ کو مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑا پایا اور انہوں نے آپ کو کعب کے قتل میں کامیابی کی خوشخبری سنائی۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی :

فَإِنَّهُ يُؤْذِی اللَّهَ وَرَسُولَهُ .

اس نے واقعتاً اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کعب کا قتل شرک نہیں بلکہ اللہ کے محبوب کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے تھا۔ (کتاب الشفاء)

سو سالہ بوڑھا گستاخ: ابوعفک سو سال کا بوڑھا یہودی تھا۔ وہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت پر برانگیختہ کرتا اور اشعار کہتا تھا۔ غزوۂ بدر کے موقعہ پر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لیے تشریف لے گئے اور جب آپ فتح کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابو عفک کا حسد کے مارے برا حال ہو گیا۔ اس موقع پر بھی اس نے شعر کہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے ۲۶ ویں مہینے ابو عفک کے قتل کے لیے حضرت سالم بن عمیر العمری ؓ کو بھیجا۔ گرمی کے موسم میں ابو عفک ایک رات میدان میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سالم بن عمیر نے تلوار سے اسے قتل کر دیا۔ (صحیح بخاری)

گستاخ ابو رافع واصل جہنم ہوا: ابن ہشام کے مطابق قبیلہ اوس نے جب گستاخ رسول کعب بن الاشرف یہودی کو قتل کیا تو خزرج والوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اوس سے پیچھے رہ جائیں اور وہ ہم سے سبقت لے جائیں۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عداوت رکھتا ہو جیسے کعب بن الاشرف تھا۔ انہوں نے طے کیا کہ آپ ﷺ سے ایسی عداوت رکھنے والا ابو رافع سلام بن ابی الحقیق ہے جو خیبر میں رہتا ہے۔ قبیلہ خزرج والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے واصل جہنم کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔

صحیح بخاری میں حضرت براء بن عاذب ؓ سے مروی ایک روایت کے مطابق ابو رافع اپنے قلعے واقع حجاز میں رہتا تھا۔ یہ گستاخ رسول تھا اور آپ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو رافع کو قتل کرنے کے لیے خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ کے پانچ افراد کو مامور فرمایا وہ یہ ہیں :

حضرت عبداللہ بن عتیک، حضرت مسعود بن سنان، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابو قتادہ الحارث بن ربعی اور حضرت خزاعی بن مسعود (رضی اللہ عنہم)

حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے ابورافع کو اس کے قلعہ میں داخل ہو کر قتل کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کے قتل کی خوشخبری سنائی۔ ابورافع کو ۳ھ میں قتل کیا گیا۔ (بخاری کتاب المغازی)

فائدہ: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے ابورافع کو قتل کیا گیا تھا۔ آپ نے کچھ لوگوں کو ابورافع کو قتل کرنے کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ مقتول کا جرم یہی تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچاتا اور آپ کے خلاف شرارتیں کرتا رہتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تو معلوم ہوا کہ گستاخ رسول پہ شدت کرنا منشاء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ آج بھی جو خوش نصیب دشمن احمد پہ شدت کرتے ہیں وہ انعام واکرام کے مستحق ہیں۔

اگر کعبہ کے غلاف میں چھپے ہوئے ہوں تو قتل کر دیا جائے: فتح مکہ کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے 'أنتم الطُّلقاءُ' جاؤ تم آزاد ہو کا عام اعلان معافی فرما کر ہزاروں کفار کو پناہ دی مگر چند ایسے دشمن تھے جن کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ غلاف کعبہ میں لپٹے ہوئے ہوں تو ان کی گردن اڑا دی جائے ان میں چند ایک کا ذکر فقیر اپنے اس مضمون میں کرتا ہے۔

عبداللہ بن خطل: عبداللہ بن خطل ان گستاخان رسالت میں سے تھا کہ جس کی گستاخانہ حرکات پر اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس نے دو لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے نام فرتنا اور ارنب تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور اس کی لونڈیاں ان ہجو یہ اشعار کو گاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حکم دیا تھا کہ اگر اسے کعبہ کے غلاف میں چھپا ہوا پاؤ تو بھی قتل کر دو۔ وہ غلافِ کعبہ میں چھپا پایا گیا تو اسے وہیں قتل کر دیا گیا اسے اِرتداد میں قتل کیا گیا ایک روایت ہے کہ اسے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کیا گیا۔ (سنن نسائی کتاب المحاربہ)

حویرث بن نقیذ: حویرث بن نقیذ بن وہب جو مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اَذیتیں دیا کرتا اور آپ کی ہجو کہتا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس نے اپنے گھر سے نکل کر مختلف گھروں میں چھپتے چھپاتے بھاگ جانے کی کوشش کی؛ لیکن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ (ابن الاثیر الکامل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حویرث کو قتل کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ حویرث نے آپ کو اذیت پہنچائی تھی جبکہ آپ نے مکہ کے ان تمام باشندوں کو امان عطا فرمائی تھی جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے لڑے اور ان سے برا سلوک کیا تھا۔

مقیس بن صبابہ: مقیس بن صبابہ جو جرمِ ارتداد میں قتل کر دیا گیا تھا۔ واقدی نے عبداللہ بن ابی سرح کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ابن ابی سرح کاتبِ وحی تھا۔ وہ ایسا بھی کیا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے لکھواتے 'سمیع علیم' تو وہ لکھتا 'علیم حکیم' وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں اپنی مرضی سے کتابتِ وحی کرتا ہوں۔

وہابیہ کے اِمام ابن تیمیہ نے کہا کہ عبداللہ بن ابی سرح کے واقعہ سے وجہِ استدلال یہ ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھا کرتا تھا۔ وہ کتابتِ وحی کرتے ہوئے اس میں اپنی مرضی سے تبدیلی کرتا اور یہ گمان کرتا کہ وہ جو کچھ لکھتا ہے اسی کے مطابق وحی نازل ہو جائے گی۔ اسے یہ زعم تھا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی ہے اسی طرح اس پر بھی وحی آتی ہے۔ اس کی یہ حرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن پر طعن تھا اور یہ ایسا جھوٹ وافترا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں شک وشبہہ پیدا کرتا تھا۔ اس کا یہ جرم سب وشتم کی طرح اور کفر و اِرتداد سے بڑھ کر تھا۔

سارہ: مکہ مکرمہ میں سارہ نامی ایک عورت جو عمرو بن عبدالمطلب بن ہاشم کی

لونڈی تھی، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گا کر سنایا کرتی تھی۔ اسے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فتح مکہ کے دن قتل کیا تھا۔

فرتنا اور ارنب: یہ دونوں عبداللہ بن خظل کی لونڈیاں تھیں۔ یہ دونوں مغنیہ تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو گایا کرتی تھیں، ان دونوں میں سے ایک قتل کر دی گئی۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جسے امان ملی اور جو اسلام لے آئی تھی اور وہ فرتنا تھی۔ یہ عورت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں پسلیاں ٹوٹ جانے کی وجہ سے فوت ہوئی۔ (واقدی کتاب المغازی)

مزید حوالے: واقدی نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتال سے منع فرمایا تھا؛ لیکن چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ روایتوں میں ہے کہ یوم فتح کو جن اشخاص کے قتل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا ان میں ابن ابی سرح، مقیس بن صبابہ، قریبہ اور ابن خظل شامل تھے۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو امن دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا۔

ابن قیم نے لکھا ہے کہ سب کو امان ملی سوائے نو افراد کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نو افراد کے قتل کا حکم دیا تھا خواہ یہ لوگ کعبہ کے پردوں کے پیچھے پائے جائیں۔ وہ یہ تھے: عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، عبدالعزی بن خطل، الحارث بن نفیل بن وہب، مقیس بن صبابہ، ہبار بن الاسود، ابن خطل کی دو مغنیات لونڈیاں اور ایک لونڈی سارہ۔

اہل سیر نے لکھا ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ داخل ہونے سے پہلے تمام مجاہدین صحابہ کرام کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ کسی شخص پر حملہ نہ کریں لیکن چار مرد اور دو عورتیں جو

اپنے سابقہ جرائم کی وجہ سے واجب القصاص تھے اعلان کر دیا گیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملاً ثابت کر کے دکھایا کہ گستاخ و بے اَدب کسی رعایت کے لائق نہیں ہیں، اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے وجود سے زمین کو پاک کیا جائے۔

گستاخِ رسول اور ہمارے اَسلاف

ہارون الرشید بادشاہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گستاخ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں؟ اس پر حضرت امام صاحب نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! گستاخ رسول گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

ردالمختار میں امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علما کا اس پر اجماع ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ (ردالمختار جلد سوم)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں: 'جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرے اس کا خون حلال اور مباح ہے'۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر شاتمین رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سبّ کرے اسے قتل کر دو ارو جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: 'کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس

کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گستاخیاں کرتا ہے'۔(از مولوی بہاء الحق امرتسری مطبوعہ ۱۳۵۷ھ)

گستاخ رسول ریجی نالڈ اور سلطان صلاح الدین ایوبی : شام کے فرنگی فرمانرواؤں میں ریجی نالڈ (پرنس ارطاۃ) والی کرک سب سے زیادہ فریب کار، فتنہ پرور اور مسلمانوں کا دشمن تھا، شر و فساد اس کی فطرت میں شامل تھا۔ زیادہ تر وہی صلیبیوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا تھا۔ اس کو اسلام اور مسلمانوں سے اتنی عداوت تھی کہ اس نے ۵۷۸ھ میں مکہ المکرّمۃ اور مدینہ منورہ پر لشکر کشی کرتے ہوئے حملہ کرنے کا ناپاک اِرادہ کیا؛ مگر قدرتِ الٰہی کہ وہ اس کو پورا نہ کرسکا۔ ایک سال بعد ۵۷۹ھ میں اس نے دوبارہ اپنی مکروہ کوشش کی؛ لیکن اب کی مرتبہ اس کو پھر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ لین پول لکھتا ہے :

'چونین کے ریجی نالڈ نے جزیرہ نما عرب پر فوج کشی کا قصد کیا تا کہ مدینہ طیبہ میں حضو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کو منہدم اور مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے۔ اس کے لیے اس نے ایسے جہاز تیار کروائے تھے جن کے ٹکڑے ہو سکتے تھے ان ٹکڑوں کو وہ کرک سے خلیج عقبہ کے ساحل پر لے گیا اور انہیں جوڑ کر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور عیذاب کو لوٹنے پر چلا۔ عیذاب بحر قلزم کے افریقی ساحل پر واقع تھا۔ اس نے دو جہازوں کو بیچ میں ڈال کر ایلہ کا بحری راستہ بند کر دیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر ہوئی تو ان کا جہازی بیڑا عیسائیوں کے بیڑے کے تعاقب میں چلا۔ اس کا امیر البحر لؤلؤ تھا۔ اس نے آتے ہی پہلے ایلہ کا بحری راستہ کھولا اور اپنی کل فوج کو الحوراء تک جو بحر قلزم کی چھوٹی بندرگاہ تھی لے آیا۔ ریجی نالڈ نے اسی بندرگاہ سے مدینہ منورہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ فرنگیوں نے جونہی اسلامی فوج کو آتے دیکھا تو وہ ایسے گھبرائے کہ جہازوں سے اُتر کر

پہاڑوں کی جانب بھاگ گئے۔لؤلؤ نے بدوؤں سے گھوڑے لے کر سپاہیوں کو ان پر سوار کیا اور دوڑ کر دشمن کو غار اور باغ میں جا پکڑا اور ان کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ ریجی نالڈ خود بھاگ گیا مگر اس کے ساتھ والوں میں بہت سے لوگ قتل کیے گئے'۔(لین پول، صلاح الدین، ص۱۵۲، بحوالہ تاریخ اسلام، شاہ معین الدین ندوی، ج۴)

ریجی نالڈ کی یہ وہ پہلی گستاخی تھی کہ اس نے شہر نبی مدینہ الرسول کو مسمار کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن قدرت ایزدی سے وہ اس میں ناکام رہا۔ سلطان کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ ایک صلیبی ان کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شہر سے متعلق ایسے ناپاک عزائم رکھتا تھا۔ دوسری اہم ترین وجہ موصل کے حکمران عزالدین مسعود کے ساتھ سلطان کی صلح ہوگئی تھی جس کی وجہ سے سلطان نے فوری طور پر اس کو فتح کرنے کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بعض فرنگیوں سے سلطان کی وقتی طور پر صلح ہوگئی تھی چنانچہ اس صلح سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ریجی نالڈ نے مسلمان تاجروں اور قافلوں کو لوٹنا شروع کر دیا اور یہ اس کا روزانہ کا معمول بن گیا تھا۔ لین پول کے بیان کے مطابق ۱۱۸۶ء میں ایک مسلمان قافلہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کرلیا۔

ریجی نالڈ کے گستاخانہ جملے اور سلطان ایوبی کا عملی جواب: مسلمانوں کے جس قافلہ کو ریجی نے لوٹا تھا جب انہوں نے ریجی نالڈ سے رہائی کا مطالبہ کیا تو اس پر ریجی نالڈ نے بڑے تحقیر آمیز انداز میں جواب دیا: 'تم محمد (ﷺ) پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تمہیں چھڑا لے'۔ جب سلطان صلاح الدین تک ریجی نالڈ کے اس تحقیر آمیز رویے اور گستاخانہ کلمات کی خبر پہنچی تو اس نے قسم کھا کر عہد کیا: 'اس صلح شکن کافر کو اللہ نے چاہا تو میں اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا'۔

صلیبی جنگوں کے اختتام پر جب بہت سے قیدی گرفتار کر لیے گئے تو ان قیدیوں میں گستاخ ریجی نالڈ بھی تھا اور یروشلم کا بادشاہ گائی بھی ایک قیدی کی حیثیت میں حاضر دربار

تھا۔ سلطان نے گائی کو اپنے پہلو میں جگہ دی اور باقی امرا کو بھی ان کے رتبہ کے مطابق بٹھایا گیا۔ اس موقع پر ریجی نالڈ اور گائی کو سلطان کی قسم یاد آئی تو اس نے ریجی نالڈ کو سلطان سے بچانے کی کوشش کی؛ مگر سلطان کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت کی غیرت نے اس بے ادب و گستاخ کو معاف کرنے کی اجازت نہ دی۔

سلطان نے تمام قیدیوں کو کھانے کے لیے روانہ کر دیا اور گائی اور ریجی نالڈ کو روک کر اس کے سامنے اس کی عہد شکنیوں، بداعمالیوں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ رویوں کا ذکر کیا، جن کو سن کر ریجی کا خون خشک ہو رہا تھا اور نبض ڈوب رہی تھی۔ سلطان نے اسلامی اصول کے مطابق اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ ریجی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو سلطان نے جوشِ ایمان میں بلند آواز سے یہ الفاظ کہے: 'میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہتا ہوں'۔

یہ کہتے ہوئے ریجی نالڈ کو اس کے انجام تک پہنچا دیا۔ شاہ یروشلم گائی، ریجی نالڈ کا یہ انجام دیکھ کر بہت خوفزدہ ہوا تو سلطان نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: 'بادشاہوں کا یہ دستور نہیں کہ وہ دوسرے بادشاہوں کو قتل کریں۔ ریجی نالڈ کو تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا گیا ہے'۔

یہ تھا سلطان صلاح الدین ایوبی کا وہ جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی بدولت اس نے قبلہ اوّل بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروایا تھا۔ وہ اسلام کا ایک عظیم سپوت تھا جس پر تاریخ اسلام ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ اے کاش کہ ہمارے آج کے مسلم حکمرانوں میں بھی یہی غیرتِ ایمانی پیدا ہو جائے تو پھر ابلیس کے کسی پیروکار کو بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کی گستاخی کی جرأت نہ پیدا ہو۔

گنبد خضریٰ شریف کو گرانا: اہل ایمان کا سکون گنبد خضریٰ شریف کو گرانے کا منصوبہ انگریز لعین بے دین یہود و ہنود کا ہے وہ اپنے اس ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے

اور نامراد رہیں گے۔اب نجدی وہابی گنبد خضری کو زمین بوس کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب 'اعدائے گنبد خضری' کا مطالعہ کریں۔

گمراہ فرقوں سے نفرت: شہنشاہ بغداد سیدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب غنیۃ الطالبین میں فرمایا :

وان لا یکاثرا هل البدع ولا یدا ینهم ولا یسلم علیهم لان امامنا امام احمد جنبل رحمة اللّٰہ علیه قال من سلم علیٰ صاحب البدعة فقد احبه لقول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم افشواا لسلام بینکم تحابوا ولا یجالسهم ولا یقرب منهم ویهنیهم فی الاعبادو اوقات السرور ولا یصلی علیهم اذا ما تواولا یترحم علیهم اذا ذکروابل یباینهم ویعادیهم فی اللّٰہ عزوجل معتقدا بطلان مذهب اهل بدعة محتسبا بذلک الثواب الجزیل والاجرالکثیر. وروی عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه قال من نظر الی صاحب بدعة بغضاً له فی الله ملأ اللّٰہ قلبه امنا و ایمانا ومن انتهر صاحب بدعة بغضاً له فی اللّٰہ امنه یوم القیمة و من استحقر بصاحب بدعة رفعه اللّٰہ تعالیٰ فی الجنة مئة درجة و من لقیه بالبشر او بما یسره فقد استخف بما انزل اللّٰہ تعالیٰ علی محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم. وعن ابی المغیرة عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما انه قال قال رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم ابی اللّٰہ عزوجل ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته .

وقال فضیل بن عیاض من احب صاحب بدعة احبط اللّٰہ عمله واخرج نور الایمان من قلبه واذا علم اللّٰہ عزوجل من

رجل انه مبغض لصاحب بدعة رجوت اللّٰہ تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قل عمله واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اٰخر ا ھ . وقال فضیل بن عیاض رحمة اللّٰہ علیه سمعت سفیان بن عیینة رحمة اللّٰہ یقول من تبع جنازة مبتدع لم یزل فی سخط اللّٰہ تعالیٰ حتی یرجع . وقد لعن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم المبتدع ،فقال صلی اللّٰہ علیه وسلم من احدث حدثا أو آوی محدثاً فعلیه لعنة اللّٰہ والملائکة والناس اجمعین ولا یقبل اللّٰہ منه الصرف والعدل یعنی بالصرف الفریضة و بالعدل النافلة وعن ابی ایوب السجستانی رحمة اللّٰہ انه قال اذا احدثت الرجل بالسنة فقال دعنا من هذا وحدثنا بما فی القرآن فاعلم انه ضال .(غنیه الطالبین ، فصل فی اعتقاد اهل السنة ان امة محمدا خیر الامم،الجزء اول، صفحه۱۱۵ داراحیاء التراث العربی)

اور اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ اور مبالغہ نہ کرنا چاہیے اور ان سے اختلاط نہ پیدا کرنا چاہیے اور ان کو سلام نہ کرے اس واسطے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کو سلام کیا گویا اس سے دوستی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اپنے آپس میں کروتا کہ باہم ربط واتحاد زیادہ ہو اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ ان کے پاس جاؤ اور خوشی کے دنوں اور عید میں مبارکباد نہ کہو اور جب وہ مریں ان کے جنازہ نہ پڑھو اور جب ان کا ذکر ہو تو مہربانی وشفقت کے کلمے ان کے حق میں نہ کہو بلکہ ان سے دور رہو اور دشمنی رکھو واسطے خداوند تعالیٰ کے اس اعتقاد سے کہ مذہب اہل بدعت کا جھوٹ ہے اور ان کی دشمنی سے ہم کو ثواب حاصل ہوگا۔ پیغمبر خدا ﷺ سے روایت ہے کہ جو شخص

اہل بدعت کو اپنا دوست سمجھ کر دیکھے تو خداوند کریم اس کے دل سے امن وایمان خارج کرتا ہے اور جو شخص اہل بدعت کو خدا کا دشمن تصور کرے اور لعنت وملامت کرے تو خداوند تعالیٰ اس کو قیامت میں امن وامان عطا فرمائے گا اور جو شخص اہل بدعت کو ذلیل وخوار رکھے تو خداوند تعالیٰ اس کو بہشت میں سو درجے عطا کرے گا اور جو شخص راضی کرنے کے لیے کشادہ پیشانی پیش آوے تو گویا اس نے کلام خداوند تعالیٰ کی تکذیب کی جو اوپر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نازل کیا ہے۔ ابی مغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ جل شانہ نے اہل بدعت کے عمل قبول فرمانے پر قسم بیان فرمائی ہے جب کہ وہ اپنی بدعت سے باز نہ آئیں۔ فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہو جائیں گے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں اور جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو۔ فضیل بن عیاضص نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ جو شخص بدعتی کے جنازے کی نماز پڑھے اس پر ہمیشہ خدا کا غضب رہے گا جب تک کہ وہ اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعتی پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ جس کسی نے دین میں نئی بات ایجاد کی یا بدعتی کو پناہ دی اس پر خدا اور فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے صرف وعدل کو قبول نہیں کرتا صرف سے مراد فرائض ہیں اور عدل سے مراد نفل ہے۔ ابوایوب سجستانی نے روایت کی کہ جب کوئی شخص کسی کو سنت نبوی ﷺ کی خبر کرے اور وہ کہے کہ آپ

اس سنت کو رہنے دیجئے اور مجھ کو مطلع فرمائیے کہ قرآن میں کیا حکم ہے تو وہ شخص گمراہ ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ درذیل ایں آیت: 'وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ' در تفسیر خود ارشاد فرمودہ است در حقائق التنزیل مذکور است کہ سہل بن عبداللہ تستری فرمودہ ند''من صحح إيمانه وأخلص توحيده فإنه لا يأنس إلى مبتدع ولا يجالسه ولا يؤاكله ولا يشاربه ولا يصاحبه ويظهر من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعاً سلبه الله حلاوة السنن ومن تحبب إلى مبتدع لطلب عز في الدنيا أو عرض منها أذله الله بتلك العزة وأفقره الله بذلك الغنى ومن ضحك إلى مبتدع نزع الله نور الإيمان من قلبه''یعنی مرد صحیح الایمان را با بدعتیان تعلق انس نگیرد و ہم در مجلس ایشاں و ہم کاسہ و ہم نوالہ با ایشاں نشود۔ ہر کہ با بدعتیان انس و دوستی پیدا کند نور ایمان وحلاوت آں از وے برگیرند۔(تفسیر عزیزی پارہ۲۹ آیۃ'وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ' کے تحت، افغانی دارالکتب لال کنواں دہلی صفحہ۵۶)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ اپنی تفسیر فتح العزیز قولہ تعالیٰ 'وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ' کی تفسیر میں حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں، حقائق تنزیل میں ہے کہ مرد صحیح الایمان اور مومن خالص کے لیے لازم ہے کہ گمراہوں بدعتیوں سے انس نہ پکڑے اور نہ ان کے ساتھ مجلس کرے اور نہ میل جول رکھے اور نہ ان کے ہمراہ کھائے پیئے اور اس کی ذات میں سے گمراہوں کے ساتھ نفرت اور عداوت کا اظہار ہو اور جو شخص بدعقیدہ لوگوں سے دوستی اور پیار کرتا ہے اس سے نورِ ایمان سلب ہو جاتا ہے (پس کافر مر گیا) اور ایسا ہی تفسیر روح البیان و روح المعانی میں مذکور ہے اس لیے کہ تمام گمراہ فرقے دوزخی ہیں بجز فرقہ حنفیہ اہلسنت و جماعت اور وہ آج کے دن مذاہب ائمہ اربعہ میں منحصر ہے۔جیسا کہ طحطاوی حاشیہ درمختار کتاب ذبائح میں فرمایا۔

من شذعن جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذفيما يدخله فى النار فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله تعالٰى و حفظه وتوفيقه فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله تعالٰى ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فى هذاالزمان فهومن اهل البدعة والنار. (حاشية الطحطاوى على الدرالمختار، كتاب الذبائح جلد۴صفحه۱۵۳ مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

یعنی جو شخص جمہور اہل علم وفقہ سوادِ اعظم سے جدا ہو جائے وہ ایسی چیز میں تنہا ہوا جو اُسے دوزخ میں لے جائے گی تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقہ ناجیہ اہلسنّت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ وکارساز رہنا موافقت اہلسنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات دلانے والا گروہ اب چار مذاہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اللہ تعالیٰ ان سب پر رحمت فرمائے۔ اس زمانہ میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

حضرت حاجی سید پیر جماعت علی شاہ علی پوری کا گستاخوں سے رویہ: کوہاٹ ۱۵/اپریل ۱۹۳۸ء چار دن سے حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری یہاں رونق افروز ہیں آج نماز جمعہ کے بعد آپ نے ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ۱۷دسمبر ۱۹۳۷ء کے کوہاٹ والے جلسہ علما کے فیصلہ وفتویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے اعلان کیا کہ علمائے کرام کا فتویٰ لفظ بلفظ درست ہے۔ مشرقی کافر، مرتد اور زندیق ہے

جوشخص اس کے عقائد کا مصدق ومویدہواوہ بھی بے ایمان وکافر ہے۔فرمایا: میں حکم دیتا ہوں کہ تمام مسلمان خصوصاً میرے ساتھ تعلق رکھنے والے خاکساری تحریک سے الگ ہو جائیں جو لوگ اس گمراہ کن تحریک سے الگ نہ ہوں ان کا بائیکاٹ کیا جائے اوراگراسی حالت میں مر جائیں توان کومسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

آپ نے یہ حکم دیا ہے کہ میرا جومرید خاکسار یا خاکساریت کا معاون ہے وہ خاکساریت کو چھوڑ کر ہی میرا مرید ہوسکتا ہے؛ ورنہ اس کو میرے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا معلوم ہوا کہ آپ کے اس حکم کا اثر یہ ہوا کہ تقریباً پندرہ خاکساروں نے آپ کے سامنے خاکساریت سے توبہ کی جن میں سے ملاں شفیع الدین قاضی خاکساران، ملاں عثمان سالار تبلیغ منشی ظریف خان اورمحبت خان سالار قابل ذکر ہیں توبہ سے پہلے محبت خان سالار مذکور کی شادی میں شمولیت سے حضرت پیرصاحب نے مسلمانوں کوروک دیا تھاچنانچہ کسی مسلمان نے اس کے ہاں جا کرکھانا کھانا گوارانہ کیا۔خاکسار کرم الٰہی فروش نے توبہ نہیں کی اس لیے پیرصاحب نے اس کواس مجلس سے نکلوادیا۔(کتاب المشرقی علی المشرقی ازمولوی بہاءالحق امرتسری مطبوعہ ۱۳۵۷ء)

حدیث عائشہ کا جواب: صلح کلی کے مرض میں مبتلا گستاخوں سے میل وجول کرنے پرسیدہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کرتے ہیں :

وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ تَعَالَى، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا . (كتاب الشفاء جلداول صفحه ۲۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا۔ لیکن اگرکسی نے اللہ کی حرمت وعزت کی توہین کی تو پھراللہ کی خاطر اس سے انتقام لیا۔

اس کی تشریح میں علامہ قاضی عیاض فرماتے ہیں: جان لو کہ اس سے یہ مطلب نہیں کہ آپ نے اس شخص سے انتقام نہیں لیا جس نے آپ کو گالی دی یا آپ کو تکلیف دی یا آپ کی تکذیب کی یہ تو سب اللہ تعالیٰ کی حرمات میں سے ہیں اور اللہ کی حرمات کی توہین ہے اس لیے آپ نے ان کا انتقام لیا لیکن اگر کسی نے آپ سے سوء ادب سلوک کیا یا قول و فعل سے آپ کی جان اور مال کے ساتھ کوئی بدمعاملہ کیا اور ایسا کرنے والے کا ارادہ آپ کو تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ ایسا اس نے اپنی فطری جبلت کی بنا پر کیا جیسے بدوؤں نے آپ سے جہالت اور اجڈ پن کی وجہ سے آپ سے کوئی سلوک کیا یا بشری تقاضوں اور کمزوریوں کی بنا پر کوئی عمل ہو گیا تو آپ نے اس کا انتقام نہیں لیا۔ جیسے ایک اعرابی نے آپ کی چادر کھینچ لی تھی حتیٰ کہ آپ کی گردن مبارک پر اس کا نشان پڑ گیا تھا۔ ایسی صورتوں میں آپ کا ان لوگوں سے درگزر فرمانا احسن تھا۔ (کتاب الشفاء)

مگر جو اپنے آپ کو عالم کہلائے منبر پر بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر اعتراض کرے یا ضخیم کتابیں لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ نماز میں آپ کے خیال آنے سے نماز فاسد ہوتی ہے پھر ایسے بدبختوں سے صلح کا ہاتھ بڑھانا کیسا؟۔

قاضی عیاض مزید لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے ابتدائی زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کرتے، ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیرتے، ایمان کو ان کے لیے پسندیدہ بناتے اور ان کی خاطر مدارت کرتے تھے آپ اپنے صحابہ کرام کو فرماتے تھے:

إِنَّمَا بُعِثْتُم مُيَسِّرِين وَلَم تُبْعَثُوا مُنَفِّرِين . (كتاب الشفاء)

تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، نہ کہ نفرت پھیلانے والے

آپ یہ بھی فرماتے:

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا . (كتاب الشفاء)

آسانی پیدا کیا کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافروں اور منافقوں سے مدارت کرتے، ان سے اچھے انداز سے پیش آتے، ان کی غلط باتوں سے چشم پوشی کرلیا کرتے، ان کی طرف سے دی جانے والی تکالیف برداشت کرتے اور ان کے مظالم پر صبر کرتے تھے لیکن آج اگر وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا پہنچائیں تو ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم ان کی ایسی حرکتوں پر صبر کریں۔ (فتح الباری شرح بخاری)

آخر میں فقیر ان محبوب بندگان خدا کا ذکرتا ہے جنہوں نے گستاخوں کو واصلِ جہنم کیا فقیر نے ایسے عاشقان رسول ﷺ جنہوں نے گستاخانِ نبوت ورسالت صحابہ واہل بیت کرام کے پلید وجود سے زمین کو پاک کیا پر ایک کتاب مرتب کی ہے ان میں سے اپنے قریب زمانہ کے ایک عاشق رسول ﷺ غازی کا تذکرہ پیش کرتا ہوے، تاکہ قارئین کرام کو یقین ہو کہ ہر دور میں وفادار امتی اپنے لجپال کریم روف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں عرض گذار رہتے ہیں ع: ترے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ ﷺ

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

سواری سردھانند ملعون اور مہاشر راجپال مردود کے واصل جہنم ہو جانے کے بعد ان منافقین ازلی نے مسلکاً ومشرباً رسولِ مقبول ﷺ کو استہزا کا نشانہ بنایا۔ ایسے ہی ایک دروغ گو، کور ذوق، خود سر، کمینہ فطرت، ملچھ و ناپاک ہندو سورما کا نام 'پالامل' تھا۔ زرگری اس کا ذریعہ معاش تھا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ مسمی پالامل ایک صاحبِ ثروت ہندو سنار تھا اس کی دکان درگاہ حضرت پیر بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ذرا سی دور تھی اس کی پشت پر ہندو ساہو کاروں کا ہاتھ تھا۔ بنیاؤں کے ٹولے کی حمایت میں ابتداء وہ مسلمانوں کی معاشی ناسازگاریوں پر بکتا رہا اس نے کئی بار برملا کہا 'قرضہ تو یہ دیتے نہیں اور بنے ہوتے ہیں یہ

مسلمان، ایک مرتبہ اس نے کہا 'مسلمانوں کا خدا تو اپنے بندوں سے زکوٰۃ کی بھیک مانگتا ہے جب کہ ان بیچاروں کو دو وقت کی روٹی بھی کھانے کو نہیں ملتی' مسلمانوں کو چپ سادھے دیکھ کر اس کا حوصلہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ مزید اوچھے ہتھکنڈوں پر اُتر آیا تھا، اولیاے عظام کے متعلق گالیاں بکنا اس کا معمول بننے لگا۔ ہندوؤں کو اکٹھا کر کے نماز کی نقلیں اُتارنا اور اپنی عجیب وغریب حرکات سے انہیں ہنساتے رہنا تو گویا ہر روز کا مشغلہ تھا۔ بات فحش کلامی سے بھی بہت آگے جا چکی تھی۔

روز نامہ 'انقلاب' لاہور کے ۷ دسمبر ۱۹۳۴ء کی اشاعت کے مطابق مسمی پالامل سنار نے بے ادبیوں کا یہ کھلم کھلا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ ۱۶ مارچ کو جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مردود مذکور نے نہ صرف نماز کا مضحکہ اڑایا بلکہ سرکار مدینہ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے متعلق بھی نازیبا کلمات بکے اور شانِ رسالت مآب میں صریحاً گستاخی کی۔ اس قبیح حرکت پر پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور جابجا اظہار ناراضگی کیا گیا۔ مسلم معززین شہر کے مشورے پر محمد کلیم پیر صاحب نے عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا مسٹر نیل مجسٹریٹ درجہ اول لاہور نے بڑی تندہی سے اس مقدمے کی قانونی موشگافیوں کو پیش نظر رکھا۔ بالآخر فریقین کے دلائل سننے کے بعد مجسٹریٹ مذکور نے اپنے فیصلہ میں لکھا: 'میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ملزم نے واقعی توہینِ رسول کی ہے جس سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور سخت فساد کا خطرہ پیدا کیا اس لیے پالامل شاہ سنار کو چھ ماہ قید اور دوسو روپے جرمانے کی سزا دی جارہی ہے۔ ۲۰ رستمبر ۱۹۳۴ کے روز نامہ 'سیاست' لاہور میں اس کی تفصیل یوں درج ہے: پالامل سنار کے خلاف توہینِ پیغمبر اسلام کے الزام میں مقدمہ چلتا ہے۔ ملزم نے مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف مسٹر بھنڈاری سیشن جج لاہور کی عدالت میں اپیل دائر کی یہاں سے اسے تا فیصلہ ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

ان دنوں فیروز پور روڈ پر گزرنے والوں نے سنا کہ لاہور میں چوبرجی کے نزدیک

واقع مشہور گورستان میانی صاحب سے گمنام چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ درد کی شدت اور آواز کا کرب مسلسل بڑھتا ہی چلا گیا، دل دہلا دینے والی یہ آہیں ’غازی علم الدین شہید‘ کے مقبرے سے اُٹھ رہی ہوں معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ میں قبر میں تڑپ رہا ہوں۔ کون ہے جو میرے لیے کہیں سے سامانِ تسکین ڈھونڈ لائے۔ راج پال کا ہم ذوق قصور کی شاہراہوں پر دندناتا پھر رہا ہے، کیا میرے چاہنے والے مر گئے ہیں؟ اگر میرا کوئی جواں سال وارث زندہ ہے تو خدا کے لیے تختہ دار پر بزمِ رقص سجا کر مجھ سے ہم آغوش ہو جائے۔ وہ دیکھو ہمارے آقا مولا ﷺ کوہ افم کی چوٹیوں پر اِستقبال کے لیے تشریف فرما ہیں، کوئی شہید رسالت جو آپ ﷺ کے کھلے ہوئے بازوؤں میں سمٹ جائے‘۔

انہی دنوں کا ذکر ہے کہ ایک رات حافظ غازی محمد صدیق صاحب نیند میں تھے کہ مقدر جاگ اٹھا۔ نصف شب بیت چلی تھی جب آپ کو سرور بنی آدم، روح روانِ عالم، انسان عین وجود دلیل کعبہ مقصود، کاشف سرِ مکنون خازن علم مخزون، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ قصور میں ایک بدنصیب ہندو پے در پے ہماری شان میں گستاخی کرتا چلا جا رہا ہے، جاؤ اور اس کی ناپاک زبان کو لگام دو۔

قبلہ اصحابِ صدق وصفا کعبہ اربابِ حلم وحیا وارث علوم اولین مودت کمالات رحمۃ للعالمین خاتم النبین ﷺ کی حرمت وعزت کا جانباز محافظ کئی روز تک شدتِ غم وغصہ میں پیچ وتاب کھاتا رہا، ان کے سینے میں جوشِ غضب کی چنگاریاں چیخ رہی تھیں، ان کے دل میں ایک ہی جذبہ موجزن تھا کہ وہ جلد سے جلد قصور پہنچ کر اپنے آقا ومولا کے دشمن کو جہنم رسید کر دیں۔

۱۰ ردسمبر ۱۹۳۴ء کی بات ہے آپ نے والدہ ماجدہ سے عرض کی ’مجھے خواب میں ایک دہن دراز کا فرد کھلا کر بتایا گیا ہے کہ یہ ناہنجار توہینِ نبوی کا مرتکب ہو رہا ہے اسے گستاخی کا مزہ چکھاؤ کہ آئندہ کوئی شاتمِ رسول اس امر کی جرأت نہ کر سکے۔ میں قصور اپنے ماموں کے

پاس جا رہا ہوں۔ گستاخ موذی وہیں کا رہنے والا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اس ذلیل کتے کی ذلت ناک موت میرے ہی ہاتھوں واقع ہوگی، نیز مجھے تختۂ دار پر جامِ شہادت پلایا جائے گا۔ آپ دعا فرمائیں کہ بارگاہ نبوت ﷺ میں میری قربانی منظور ہو اور میں اپنے عظیم فرض کو بطریق احسن نبھا سکوں'۔ ماں نے بخوشی اجازت دے دی۔ ایک مومنہ کے لیے اس سے بڑھ کر کیا مسرت ہوسکتی ہے کہ اس کا بیٹا دینِ اسلام کے کام آئے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کی شام کا واقعہ ہے حضرت قبلہ غازی صاحب دربار بلھے شاہ کے نزدیک نیم کے درخت سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ عقابی نگاہیں آنے جانے والوں کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ اتنے میں ایک ایسا شخص دکھائی دیا جس نے چہرے پر کسی حد تک نقاب اوڑھ رکھا تھا آپ نے جھٹ اس کی راہ روکی اور پوچھا تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ یہاں کیا کرتا ہے؟ اس نے اپنا نام بتانے میں تامل کیا۔ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی آپ کو تنہا دیکھ کر اسے بھی حوصلہ ہوا وہ کہنے لگا: 'مسلمانوں نے پہلے میرا کیا بگاڑ لیا ہے اور اب کونسی قیامت آجائے گی'۔

الغرض! غازی موصوف نے اسے پہچان لیا تھا کہ یہی وہ گستاخِ نبی ہے جسے ٹھکانے لگانے پر میں مامور ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا 'میں تاجدار مدینہ ﷺ کا غلام ہوں، کئی دنوں سے تیری تلاش میں تھا، اے دہن دراز ملیچھ! آج تو کسی طرح بھی ذلت ناک موت سے نہیں بچ سکتا۔ یہ کہہ کر آپ نے تہبند سے رمبی (چمڑا کاٹنے والا اوزار) نکالا اور للکارتے ہوئے اس پر حملہ آور ہوگئے۔ حافظ محمد صدیق متواتر وار کیے جا رہے تھے، نہ صرف یہ بلکہ زور زور سے نعرہ لگا کر بے غیرت پر برس پڑتے۔ واقعات کے مطابق پورے ساڑھے سات بجے شمع رسالت میں گستاخی کرنے والا یہ گھناؤنا کردار جسے لوگ لالا پالامل شاہ کے نام سے جانتے تھے اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔

مقتول مردود کے واویلے اور آپ کے نعرہ ہائے تکبیر سے کثیر تعداد میں لوگ اس جانب متوجہ ہوچکے تھے۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے' آپ اس وقت تک ملعون سا ہو کا رکی

چھاتی سے نہیں اترے جب تک موت کا پختہ یقین نہیں ہوگیا' غازی صاحب کا لباس خون کے چھینٹوں سے بری طرح آلودہ ہو چکا تھا۔ ارد گرد بھی گندے لہو کے داغ تھے۔ مقتول کا چہرہ نہ صرف بری طرح مسخ ہوا بلکہ ہیبت ناک شکل اختیار کر گیا تھا یہاں تک کہ ڈر کے مارے کوئی قریب نہ پھٹکتا۔ میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے جسم پر زخموں کے چالیس واضح نشان تھے۔

موقع پر موجود افراد کا بیان ہے اگر غازی صاحب فرار ہونا چاہتے تو باآسانی ایسا کر سکتے تھے؛ مگر انہوں نے اپنے کام سے فارغ ہو چکنے پر دوگانہ نماز شکرانہ ادا کی اور قریبی مسجد کی سیڑھیوں پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے اور وقفہ وقفہ سے زیر لب مسکراتے اور کچھ گنگناتے رہے۔ اس وقت تمام ہندوؤں کے چہرے اترے اترے تھے؛ مگر غازی محمد صدیق صاحب نہایت مطمئن اور سرشار نظر آئے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کی یہ ادا مسلمانوں کی سربلندی اور غیرت مند فطرت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

۱۱/اکتوبر ۱۹۳۴ء کو یہ واقعہ چودھری غلام مصطفیٰ سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا جب غازی صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا' چونکہ مقتول نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں سخت بے ادبی کی تھی اس لیے میں نے اس کو جہنم واصل کر دیا، میرا یہی بیان ہے'۔ سیشن کورٹ میں آپ کے مقدمہ کی سماعت ۴/دسمبر ۱۹۳۴ء کو سینٹرل جیل لاہور میں مسٹر سیل سیشن جج کے رو برو شروع ہوئی۔ غازی صاحب کی طرف سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر شیخ خالد لطیف گابا (کے ایل گابا 'نو مسلم اور پیغمبر صحرا' کے مصنف) پیروکار نے اپنے بیان میں فرمایا: 'بلاشبہ پالامل کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ اس ملعون نے رسول کریم ﷺ کی توہین کی تھی اور دیدہ دانستہ اس جرم کا مرتکب ہوا اسے راجپال اور غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کا بھی بخوبی علم تھا اس نے سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے خود کو سزا کے لیے پیش کیا، اگر اس واقعہ (شانِ رسالت میں گستاخی) کو بیس سال بھی گزر جاتے تب بھی میں اسے ضرور بالضرور

واصل فی النار کر کے چھوڑتا۔ ہمارے مذہب کے مطابق وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کوئی منافق ہے جو نبی پاک ﷺ کی توہین سن کر خاموش رہے اور عصمتِ رسول ﷺ پر جان قربان نہ کرے کسی اور شخص کی ذات کا مسئلہ ہوتو برداشت ہوسکتا ہے۔

دنیوی اُمور میں کسی بھی فرد کی شان میں گستاخی پر چپ رہا جاسکتا ہے؛ لیکن سرکار مدینہ ﷺ کے مقام و مرتبہ پر ہرزہ سرائی کرنے والوں کے خلاف غیظ وغضب، جوش وولولہ اور غصہ کسی حالت میں بھی کم نہیں ہوسکتا۔ میں نے جو کچھ کیا خوب غور وفکر کے بعد غیرتِ دینی کے سبب اپنے رسول ﷺ کی شان کو برقرار رکھنے کے لیے کیا ہے اس پر مجھے قطعاً تاسف یا ندامت نہیں۔ سیشن کورٹ میں غازی محمد صدیق صاحب کے لیے موت کا حکم سنایا گیا۔

زندہ دلانِ قصور نے اس فیصلہ کے خلاف ہائیکورٹ لاہور میں اپیل گزاری۔ عدالت عالیہ میں ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو سماعت ہوئی۔ فیصلہ صادر کرنے کے لیے ایک ڈویژنل بنچ تشکیل دیا گیا اس میں چیف جسٹس اور جسٹس عبدالرشید شامل تھے۔ فیصلے کے طور پر سیشن کورٹ کا حکم بحال رہا۔

غازی محمد صدیق صاحب کو ابتداً سب جیل قصور میں ہی محبوس رکھا گیا جب مقدمہ سیشن سپرد ہوا تو آپ کو سینٹرل جیل لاہور میں لے آئے۔ ۳۱رجنوری ۱۹۳۵ء کی تاریخ پر ہائیکورٹ لاہور میں فیصلہ آپ کے خلاف ہوا تو اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر ہی غازی محمد ممدوح کو لاہور سے فیروز پور لے جایا گیا۔ عمائدین کے استفسار اور عوام کے اضطراب پر انتظامیہ نے موقف اختیار کیا چونکہ آپ ضلع فیروز پور سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے بغیر کسی خاص وجہ کے انہیں کسی اور مقام پر پھانسی نہیں دی جاسکتی مگر اصل سبب یہ تھا کہ حکومت کو ہندوؤں کے مابین فساد کا زبردست خطرہ تھا۔

شہید رسالت کے برادر خورد الیس طاہر نے ایک ملاقات میں بتایا' ہمیں ۵ مارچ

۱۹۳۵ء کو آخری ملاقات کے لیے ضلعی جیل فیروز پور میں پابند کیا گیا۔ ہم لوگ طلوع آفتاب کے وقت جیل خانہ کے گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ غازی صاحب ہمیں نہایت خندہ پیشانی سے ملے اور تمام وقت ہنس ہنس کر گفتگو فرمائی انہوں نے ہمیں صبر وضبط کی خاص تلقین کی۔ فرمایا خواہش تھی کہ میری زندگی کسی کے کام آئے اور میرا نام شمع نبوت کے جانثار پروانوں میں لکھا جائے۔ میں نے قصہ زندگی کو بفضلہٖ تعالیٰ لہو کے چھینٹوں سے رنگین بنالیا ہے۔ ان شاء اللہ کل میری روح گنبدِ خضریٰ کے سائے میں ہوگی۔ میں اپنے اس اقدام پر بہت خوش اور نازاں ہوں۔ عدالت زیادہ سے زیادہ جو سبق دے سکتی ہے جب چاہے دے دے مجھے قطعاً حزن وملال نہ ہوگا؛ مگر جب ہمیں شہنشاہ مدینہ ﷺ کی حرمت وتقدس کے تحفظ کی ضمانت فراہم نہیں کی جاتی، کوئی نہ کوئی سرفروش بزمِ دار ورسن میں محبت کے چراغ جلاتا ہی رہے گا اس کی بات ہی کیا؟ میں تو آپ کی خاکِ قدم پر پوری کائنات بھی نچھاور کرڈالوں تو میرا عقیدہ ووجدان یہی کہتا ہے کہ گویا پھر بھی حقِ غلامی اَدا نہیں ہوسکا'۔

سیشن کورٹ میں فیصلے کے دن حضرت قبلہ حافظ غازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے اپنے جواں سال بیٹے کی پیشانی چومتے ہوئے نہایت حوصلہ کے ساتھ فرمایا: 'میں خوش ہوں جس رسول ﷺ کی شان وعظمت کے تحفظ کے لیے تم قربان گاہ پر جارہے ہو اس رسول کی شان قائم رکھنے کے لیے مجھے تم جیسے دس بیٹوں کی قربانی بھی دینا پڑے تو رب کعبہ کی قسم کبھی دریغ نہ کروں'۔

روزنامہ انقلاب لاہور اور دیگر معاصر مسلم اخبارات میں آپ کی والدہ کے اس جرأت مندانہ بیان کے علاوہ غازی موصوف کے بارے میں یہ بھی درج ہے کہ آپ نے ایمان پرور الفاظ کو سنتے ہی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور والدہ موصوفہ سے اپنے گناہوں اور غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے کہا 'میں نے پالامل کو قتل کر کے اپنے نبی کریم ﷺ کی شان قائم رکھنے کے لیے جو قربانی پیش کی ہے اس کی خاطر اگر مجھے ہزار مرتبہ جینا مرنا پڑے تو تب

بھی میں ہر دفعہ ناموسِ رسالت پر پروانہ وار فدا ہوتا رہوں گا اور اسے صدق دل کے ساتھ اپنی شوخی تقدیر پر سجدۂ تشکر بجالاتا رہوں ۔ میرے بعد ہرگز آہ وزاری اور واویلا نہ کریں ۔ کہا امی جان مجھے صرف قرآن اور صاحبِ قرآن سے انس ہے آپ بھی ہمیشہ انہی سے انس لگائے رکھیں'۔

۲۹/ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ مطابق ٦/ مارچ ۱۹۳۵ء بروز بدھ ساڑھے چھ بجے صبح آپ تختہ دار کی طرف چلے ، نپے تلے قدم ، نشیلی چال ، آنکھوں میں مقدس چمک ، دل تصور جاناں میں گم اور ہونٹوں پر درود وسلام کے گلاب ۔

پورے سات بجے آپ تختہ پر کھڑے تھے ، کنٹوپ چڑھا دیا گیا ۔ آپ نے نہایت زور سے نعرۂ بلند لگایا پھر گویا ہوئے 'میں حاضر ہوں یا رسول اللہ' 'الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ' 'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' ۔ اسی ثانیہ جلاد اشارہ پاکر آگے بڑھا اور ذرا دیر بعد آپ سولی پر لٹک رہے تھے ۔ قربان گاہ میں خونِ دل کی حدت سے مشعلِ وفا کو فروزاں رکھنے والے اس خوبرو مجاہد کی عمر اس وقت فقط ۲۱ سال تھی ۔

یہ خبر پورے ملک میں پھیل چکی تھی کہ ٦/ مارچ کی صبح حافظ غازی محمد صدیق تختہ دار پر لٹکائے جانے والے ہیں ۔ اس کے ساتھ کھیم کرن پٹی ، امرتسر ، لاہور ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے علاوہ گردونواح کے دیہات سے کافی زائرین جنازے میں شرکت کے لیے کھنچے چلے آرہے تھے ۔ ۵/ مارچ کی شام سے ہی قصور کے عوام نے اپنے کاروبار بند کر لیے رات کو ہر طرف پڑاؤ ہی پڑاؤ نظر آتے تھے جن کا مقصد وحید اپنے شہید ناز کی زیارت تھا ۔ اگلے دن پورے شہر میں مکمل ہڑتال تھی ۔ دکانوں کے علاوہ اسکول اور کارخانے بھی بند رہے چونکہ انتظامیہ اور جملہ مجسٹریٹ بھی شہر کے انتظام میں مصروف تھے اس لیے عدالتیں سونی پڑی رہیں نہ صرف پولیس اور تحصیل کے حکام مصروف تھے بلکہ ضلع کے حکام پولیس اور فوجی افسر جن میں گوروں کی بڑی تعداد تھی نے بھی آنے جانے والوں پر کڑی نگاہ رکھی چونکہ امن

عامہ کا زبردست خطرہ تھا؛ اس لیے انتظامات بہت سخت کر دیے گئے تھے۔

سات بجے فیروز پور ڈسٹرکٹ جیل میں غازی محمد صدیق کو جام شہادت پلا دیا گیا۔ قصور اور فیروز پور کے مسلمان کافی تعداد میں اپنے غازی کی نعش حاصل کرنے کے لیے جیل کے دروازے تک پہنچ چکے تھے۔ آٹھ بجے کے قریب جیل کے عملے نے شہید کی نعش ورثا کے حوالے کر دی۔ پھولوں سے سجی ہوئی ایک لاری میں جو پہلے تیار کھڑی تھی آپ کی میت کو قصور لایا گیا مسلمانان فیروز پور کی خواہش تھی کہ وہاں جنازہ پڑھایا جائے؛ مگر حکومت کی سخت تنبیہ کے سبب اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جا سکا۔ فیروز پور سے قصور تک سڑک کے دورویہ لاتعداد کلمہ گو کھڑے تھے جو عقیدت میں ڈوب کر درود پاک پڑھتے ہوئے قافلہ شوق پر پھولوں کی بارش برساتے رہے۔ جس میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ جنازے کو کندھا دینے کے لیے چار پائی کے ساتھ لمبے بانس باندھے گئے تھے آپ کے جسد مبارک کو قبرستان میں پہنچایا گیا۔

شہید رسالت کا عظیم منصب عطا ہونے پر غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ نے دیگر خواتین کو بھی اس موقع پر چیخ و پکار سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔ جب کوئی عورت تعزیت کی غرض سے ان کے پاس آتی تو آپ فرماتیں 'یہ غم و اندوہ کیسا؟ حضور ﷺ پر قربان ہونا خوشی کا مقام ہے'۔

یارسول اللہ ﷺ ہم حاضر ہیں: دیکھتے ہی دیکھتے اس خطہ ارض پر اقدس اکمل، اطیب واطہر، نور مجسم حضور اکرم ﷺ کی شان میں ہرزہ سرائیوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پورے ہندوستان میں آپ کی سیرت پاک کا تقدس لہولہو تھا، کتے مسلسل بھونک رہے تھے، چیلیں اپنے ناپاک چونچوں میں گالی گلوچ کے کنکر اٹھائے گھونسلوں سے باہر نکل آئی تھیں۔ دیار فرنگ سے بلادِ ہند میں متعصب پادریوں کی یلغار آریہ سماجیوں کی باطل پروری کا برملا مظاہرہ اور راج پال کے برادر نسبتی مرزا غلام احمد قادیانی کا انگریزوں

کی آغوش میں دعویٔ نبوت ہر طرف ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہے۔ دہن دراز گستاخانِ رسول اپنے زہر میں بجھے ہوئے تیروں کا رخ مدینہ منورہ کی طرف موڑ لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی مقدس دیواریں لرز اٹھیں۔

بیچارگی کے ان حالات میں میرے آقا و مولا کی حرمت کے سربکف مجاہد آگے بڑھتے ہیں، یہ خوبرو نوجوان کا مختصر گروہ تھا۔ آنکھوں میں بجلیاں، ہونٹوں میں مسکراہٹ کی چاندی اور زبان پر 'ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ' کا رقت انگیز ترانہ لیے رسم دار نبھانے کو آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

انہوں نے محبوب ﷺ کے علم مراتب، عمدہ کمالات، ارفع درجات اور اعلیٰ مقامات پر حرف گیری کرنے والے بدطینت گستاخان ورذیل بے ادبا کی غلیظ زبانیں نوچ کر کتوں کے آگے پھینک ڈالی تھیں۔ عشق و محبت کے انہی بندوں میں شمع رسالت کے ایک پروانے کا نام 'غازی محمد صدیق شہید' ہے جو صداقت کا پرچم تھام کر اٹھا اور اپنے لہو سے کتابِ صدق رقم کی۔ سنتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے مردود ازلی کو سورگ باش کیا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قربت میں مسند نشیں ہو گیا۔ جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کی سرکوبی کا مرحلہ درپیش ہو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاجدار مدینہ ﷺ کی ذاتِ والا صفات پر طنز و تضحیک کے تیر برسانے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کی نوبت آئے تو قصور کے غیور مسلم نوجوان محمد صدیق کی یاد تڑپانے لگتی ہے۔

اس صدی کے ربع اوّل میں ہندومت کے احیا کی تحریک زوروں پر تھی۔ متعصب ہندوؤں نے برصغیر پاک و ہند میں مسلم کشی کی ایک گہری سازش تیار کی۔ ایسی ہی دو انتہا پسند تحریکیں آریہ سماج اور سنگھٹن تھیں۔ اول الذکر کے مقاصد میں مسلمانوں کو اپنے تہذیبی ورثے سے کاٹ دینا تھا۔ ثانی الذکر ایک عسکری انجمن تھی اور طاقت کے بل بوتے پر ملت اسلامیہ کو مٹا دینا مقصود تھا۔ آریہ سماجی تنظیم کا بانی سوامی دیانند سرسوتی تھا۔ اس نے'

ستیارتھ پرکاش' کے نام سے ایک گمراہ کن کتاب لکھی۔ کتاب کا چودھواں باب اسلام دشمنی پر مبنی تھا۔ سوامی مذکور کے تنگ نظر چیلے پورے ہندوستان میں پھیل گئے اور یوں تحریک شاتم رسول شروع ہوگئی، دہلی میں گستاخ رسول ہندو سوامی شردھا نند قاضی عبدالرشید کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ لاہور میں راجپال کو غازی علم الدین شہید نے تہ تیغ کیا۔ پشاور کے دو مسلم نوجوانوں تلہ گنگ کے غازی میاں محمد شہید چکوال کے غازی مرید حسین شہید اور غازی محمد منیر شہید کا تذکرہ تو سب کو معلوم ہے۔

فقیر نے قرآن و حدیث اور صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، مجتہدین، سلف صالحین کے اقوال و اعمال سے ثابت کر دیا کہ دشمن احمد پہ شدت کرنا عین ایمان ہے۔ دورِ حاضرہ کے نام ونہاد ٹیڈی قسم کے مجتہد صلح کلیت کے مرض میں مبتلا کہتے ہیں کہ وہابیہ، دیوبندی، شیعہ وغیرہم گستاخانِ رسالت، صحابہ و اہل بیت کرام سے رواداری ان کے ساتھ میل جول ان کے لیے اِعزاز و اِکرام ان کے اسٹیج پر جانا ان کو اپنے پاس بلانا وقت کی ضرورت ہے؛ حالانکہ سخت ترین جرم ہے۔ ان کے اس عمل سے دنیا میں واہ واہ تو ہوگئی لیکن قبر وحشر میں اپنے کریم آقا رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے!۔

فقیر نے اپنا فرض ادا کر دیا ؂

جو مرا فرض تھا میں نے پورا کیا
شرم تم کو نہ آئے تو میں کیا کروں

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
بہاولپور پنجاب پاکستان

لمحۂ فکریہ

عصر حاضر کی مشینی زندگی میں اِنسان کے پاس فرصت کے لمحات کہاں؟
علمی و دینی محافل میں شرکت کی سعادت بھی کم ہی مل پاتی ہے،
اور پھر بے لگام میڈیا کے اَخلاق باختہ پروگرامز نے
رہی سہی کسر بھی پوری کردی،
اِن حالات نے کتاب کے مطالعے کی اہمیت واِفادیت
کواور بھی دوچند کردیا ہے۔
بے داغ اَخلاق وکردار، صفت تحمل وبردباری،
دانائی وزیرکی، سوچ میں پختگی، خوداِعتمادی،
برداشت ویادداشت میں اِضافہ،
اچھی رائے قبول کرنے کی صلاحیت اور بہترین اِنسان بننے کا حوصلہ۔
یہ سب اَوصاف کتب بینی کے نتیجے میں ہمارے اندر پیدا ہو سکتے ہیں،
تو پھر کیوں نہ ہم کتابوں کا مطالعہ اپنے لیے حرزِ جاں بنالیں،
اور اپنے نیز سارے معاشرے کے لیے سراپا رحمت واَمان بن جائیں۔

پیغام رفاعی مشن، ناسک

सुल्हे कुल्लियत का हक़ीक़ी चेहरा बेनक़ाब करने वाली एक काविश

तेरे दुश्मन से क्या रिश्ता हमारा

या रसूलल्लाह ﷺ

मुसन्निफ़

शैख़ुत्तफ़सीर वलहदीस, साहिबे तसानीफ़े कसीरा,
ख़लीफ़-ए-हुज़ूर मुफ़्तिये आज़मे हिन्द

मुफ़्ती मुहम्मद फ़ैज़ अहमद उवैसी

मुहद्दिस बहावलपुरी (1431)

पसंद फ़रमूदा

मौलाना सय्यद रिज़वान अहमद रेफ़ाई शाफ़ई

बानी व सरपरस्त: रेफ़ाई मिशन नासिक

रिफ़ाई मिशन

नासिक